هفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

35

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

مسلسل اشاعت کا
31 واں سال

تنظیم اسلامی کا ترجمان

16 تا 22 صفر المظفر 1444ھ / 13 تا 19 ستمبر 2022ء

اقامت دین کی جدوجہد کا لازمہ

یہ بات ظاہر ہے کہ کوئی بھی قوت، کوئی بھی تنظیم، کوئی بھی جماعت یا کوئی بھی تحریک اگر اقامتِ دین کی جدوجُہد کے لیے کوشاں ہے تو اس کے لیے یہ شعور لازم ہے کہ دنیا میں اِس وقت کیا ہو رہا ہے، کون کون سی قوتیں برسرِکار ہیں اور کون کون سی قوتیں برسرِ پیکار ہیں۔ تصادم ہو رہا ہے تو کن کن کے مابین ہو رہا ہے۔ اگر کچھ لوگ یا قوتیں فعال ہیں تو وہ کون کون سی ہیں، ان کے مقاصد کیا ہیں، ان کا ایجنڈا کیا ہے۔ وہ کیا پیش قدمی کر رہے ہیں۔ پھر خاص طور پر اپنے ملک میں جہاں آپ کو کام کرنا ہے، کون کون سی قوتیں کیا کیا کام کر رہی ہیں۔ تو اس حوالے سے ان لوگوں کے اندر ایک واضح شعور کا ہونا ضروری ہے جو اقامتِ دین کی جدوجُہد میں اپنے آپ کو شامل کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

اس شمارے میں

7 ستمبر
......انسداد سود مہم اور متاثرین سیلاب
دجالیت کے آفاقی اور زمینی مظاہر
سیلاب کی تباہ کاریاں اور متاثرین کی امداد
امیر محترم کے لاہور میں مختلف پروگرام
امیر محترم کا دورہ حلقہ سرگودھا

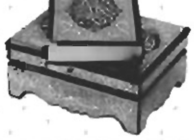

الھدیٰ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1001

بنی اسرائیل کا بحیرۂ قلزم پار کرنا اور فرعون کے لشکر کی غرقابی

سُورۃُ الشُّعَرَاء | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 64 تا 68

وَ اَزۡلَفۡنَا ثَمَّ الۡاٰخَرِیۡنَ ۚ﴿۶۴﴾ وَ اَنۡجَیۡنَا مُوۡسٰی وَ مَنۡ مَّعَہٗۤ اَجۡمَعِیۡنَ ۚ﴿۶۵﴾ ثُمَّ اَغۡرَقۡنَا
الۡاٰخَرِیۡنَ ﴿ؕ۶۶﴾ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً ؕ وَ مَا کَانَ اَکۡثَرُہُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۶۷﴾ وَ اِنَّ رَبَّکَ
لَہُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ﴿ع۶۸﴾

آیت: ۶۴ ﴿وَاَزۡلَفۡنَا ثَمَّ الۡاٰخَرِیۡنَ ۚ﴿۶۴﴾﴾ ''اور ہم قریب لے آئے وہیں پر دوسروں کو بھی۔''

جب سمندر پھٹ گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لے کر اس راستے سے نکل گئے۔ عین اُس وقت ان کے پیچھے فرعون بھی آ پہنچا اور اس نے بھی اپنا لشکر اسی راستے پر ڈال دیا۔

آیت: ۶۵ ﴿وَاَنۡجَیۡنَا مُوۡسٰی وَمَنۡ مَّعَہٗۤ اَجۡمَعِیۡنَ ۚ﴿۶۵﴾﴾ ''اور ہم نے نجات دے دی موسیٰؑ کو اور ان کے ساتھ جو کوئی بھی تھا سب کو۔''

آیت: ۶۶ ﴿ثُمَّ اَغۡرَقۡنَا الۡاٰخَرِیۡنَ ﴿ؕ۶۶﴾﴾ ''پھر ہم نے غرق کر دیا دوسروں کو۔''

آیت: ۶۷ ﴿اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً ؕ وَمَا کَانَ اَکۡثَرُہُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۶۷﴾﴾ ''یقیناً اس میں ایک بڑی نشانی ہے' لیکن ان کی اکثریت ایمان لانے والی نہیں ہے۔''

اس آیت میں حضور ﷺ اور اہل ایمان کو مخاطب کر کے فرمایا جا رہا ہے کہ اے نبی ﷺ! اگر مشرکینِ مکّہ کو کوئی نشانی چاہیے تو وہ اس واقعہ کو دیکھ لیں۔ اور اگر انہیں اس میں کوئی نشانی نظر نہیں آتی تو پھر کوئی بڑے سے بڑا معجزہ بھی ان کی آنکھیں نہیں کھول سکے گا۔ چنانچہ آپ خواہ کتنی ہی کوشش کریں ان کی اکثریت ایمان نہیں لائے گی۔

آیت: ۶۸ ﴿وَاِنَّ رَبَّکَ لَہُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ﴿۶۸﴾﴾ ''اور یقیناً آپؐ کا رب بہت زبردست' نہایت رحم کرنے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ بہت طاقتور اور سب پر غالب ہے۔ وہ جو چاہے حکم کرے' مگر اس کے ساتھ ساتھ وہ رحیم بھی ہے اور اس کی رحمت کا تقاضا یہ ہے کہ مشرکین کو ایسا کوئی حسی معجزہ نہ دکھایا جائے جس سے ان کی مہلت ختم ہو جائے۔

درس حدیث

ماہر قرآن کا مقام

عَنۡ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا قَالَتۡ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: ((اَلۡمَاہِرُ بِالۡقُرۡآنِ مَعَ السَّفَرَۃِ الۡکِرَامِ الۡبَرَرَۃِ وَالَّذِیۡ یَقۡرَاُ الۡقُرۡآنَ وَیَتَتَعۡتَعُ فِیۡہِ وَہُوَ عَلَیۡہِ شَاقٌّ لَہٗ اَجۡرَانِ)) (صحیح مسلم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے قرآن میں مہارت حاصل کر لی ہو (اور اس کی وجہ سے وہ اس کو۔ حفظ یا ناظرہ۔ بہتر طریقے پر اور بے تکلف رواں پڑھتا ہو) وہ معزز اور وفادار و فرمانبردار فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ اور جو بندہ قرآن پاک (اچھا یاد اور رواں نہ ہونے کی وجہ سے زحمت اور مشقت کے ساتھ) اس طرح پڑھتا ہو کہ اس میں اٹکتا ہو تو اس کو دو اجر ملیں گے (ایک تلاوت کا اور دوسرا زحمت و مشقت کا)۔''

ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

16 تا 22 صفر المظفر 1444ھ جلد 31
13 تا 19 ستمبر 2022ء شمارہ 35

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرون ملک...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ کینیڈا آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا یورپ ایشیا افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

7 ستمبر

7 ستمبر 1965ء ایک ایسا تاریخی دن ہے جس دن ایک طرف ہمارے شاہینوں نے پاک فضاؤں کو نہ صرف دشمن کی جارحیت سے محفوظ بنالیا بلکہ دشمن کی سرزمین میں گھس کر دشمن کے ایئربیس میں کھڑے جنگی طیاروں کو تباہ و برباد کردیا۔ اسی جنگ میں وہ عالمی ریکارڈ بھی قائم ہوا تھا کہ ایم ایم عالم نے چشم زدن میں دشمن کے پانچ طیارے فضا میں نشانہ بنائے اور اُن کی راکھ زمین پر آ گری۔ اس حملے نے دشمن کی فضائی قوت کی کمر توڑ دی اور ہماری سرزمین کے ساتھ ساتھ ہماری فضائیں بھی محفوظ ہوگئیں۔ دوسری طرف نو سال بعد 7 ستمبر ہی کو پاکستان نے ایک ایسا تاریخ ساز فیصلہ کیا جس نے اس مملکت خداداد کی نظریاتی سرحدوں کے گرد ایک انتہائی مضبوط حصار قائم کردیا اور وہ تھا ختم نبوت پر آئینی اور قانونی مہر ثبت کردینا۔ گویا ایک پاکستانی مسلمان جو پہلے صرف شرعی طور پر تسلیم کرتا تھا اور یہ اُس کے ایمان کا جزو لاینفک ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں اب آئین پاکستان کے مطابق بھی اُس کا حضور ﷺ کی اس حیثیت کو تسلیم کرنا لازم ہوگیا۔ کیونکہ پاکستان کی پارلیمان نے بھی آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے اور اُسے تسلیم کرنے کو کفر قرار دے دیا۔ لہٰذا پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ محمد الرسول ﷺ کو جوڑ دیا گیا یعنی ریاست پاکستان نے نظریاتی سطح پر کلمہ طیبہ مکمل طور پر پڑھ لیا اور وہ ایک گروہ جو مرزا غلام احمد کو نبی یا مجدد مانتا تھا اور مسلمانوں کا حصہ بھی بنا ہوا تھا اُسے اعلانیہ طور پر خود سے کاٹ کر الگ کردیا۔ اس سے پہلے کہ ہم قادیانیوں کو الگ کرنے کی تفصیل عرض کریں ہم قارئین کو تاریخی طور پر یہ بتانا چاہیں گے کہ اس ناسور نے برصغیر میں کیوں اور کیسے جنم لیا تھا۔

برصغیر میں مسلمان اقلیت میں ہونے کے باوجود ایک طویل عرصہ سے ہندوستان پر حکومت کررہے تھے اور ہندو اکثریت اُن کی رعایا کی حیثیت سے زندگی بسر کررہی تھی۔ بالفاظِ دیگر مسلمان حکمران تھے اور ہندو محکوم، مختلف مسلمان خاندانوں نے ہندوستان پر حکومت کی جن میں آخری مغلیہ خاندان تھا جن کا شجرہ نسب ترکانِ تیموری کے ساتھ ملتا تھا۔ اورنگزیب کے جانشین نااہل ثابت ہوئے جس سے ہندوستان کی مرکزی حکومت انتہائی کمزور ہوچکی تھی، جگہ جگہ شورشیں اور بغاوتیں جنم لے رہی تھیں اور مختلف علاقائی حکومتیں وجود میں آچکی تھیں۔ یورپ اس وقت سائنسی ترقی کی بدولت صنعتی دوڑ میں داخل ہورہا تھا اور ترقی و خوشحالی کی منازل بڑی تیزی سے طے کررہا تھا۔ ہندوستان کی اتنی کمزور حالت دیکھ کر انگریزوں، فرانسیسیوں اور ولندیزیوں نے ہندوستان جو اناج کے حوالے سے سونے کی چڑیا کی حیثیت رکھتا تھا، پر قبضہ کرنے کی کوشش شروع کردی۔ انگریز اس کوشش میں کامیاب ہوگئے اور اُنہوں نے ہندوستان پر قبضہ کرلیا۔ انگریز کے ہندوستان پر قبضہ کرنے سے مسلمانوں کی بادشاہت اور حکمرانی جاتی رہی جبکہ ہندو کی حیثیت جوں کی توں رہی۔ وہ پہلے مسلمانوں کا غلام تھا اب نئی صورت حال میں وہ انگریزوں کا غلام ہوگیا۔ جہاد چونکہ ایمان کا ایک اہم رکن ہے جو مسلمان عوام کے جذبۂ عمل کو ابھارنے کے لیے ایک مثبت مہمیز کی حیثیت رکھتا ہے۔ چنانچہ علماء کرام جب مسلمان عوام کے جذبہ جہاد کو ابھارتے تھے تو انگریزوں کے لیے مسائل پیدا ہوتے تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی گمراہی میں غرق ہونے سے پہلے علماء میں ایک اچھا مقام رکھتا تھا۔ اُس نے عیسائی مشنریوں کو کئی مناظروں میں زبردست شکست دی تھی اور

اس حوالہ سے مسلمانوں میں کافی مقبولیت حاصل کی تھی۔ یہ شہرت اسے راس نہ آئی اور ظرف کی کمی کے باعث وہ تکبر میں مبتلا ہوکر شیطان کا آسان شکار بنتا چلا گیا۔ انگریزوں نے مرزا غلام احمد پر کام شروع کیا اور مختلف ترغیبات اور لالچ دے کر اُسے راضی کر لیا کہ وہ فتویٰ دے کہ آج کے دور میں اسلام میں جہاد معطل ہو چکا ہے۔ خصوصاً اس صورت میں کہ حکمران مسلمانوں کے نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے میں رکاوٹ نہ بن رہے ہوں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی گمراہی کا آغاز جہاد کے خلاف تقاریر اور تحریروں سے ہوا۔ اُس کی یہ گمراہی اس حد تک بڑھ گئی کہ اُس نے یہ شاعرانہ ہرزہ سرائی بھی کی۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال

جبکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ بار بار مسلمانوں کو برائی اور باطل کے خلاف جہاد کا حکم دیتا ہے۔ پھر یہ کہ فرمان نبوی ﷺ ہے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت قیامت تک جہاد کا فریضہ ادا کرتی رہے گی۔ بہرحال انگریزوں نے اُس کی بھرپور مدد کی تو اس کی اس گمراہی نے اسے کئی نئی راہیں دکھلائیں، کبھی مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا، کبھی نبوت کا دعویٰ کیا، کبھی خود کو حضور ﷺ کی ذات کا تسلسل قرار دیا اور کبھی معاذ اللہ محمد ﷺ ہونے کا دعویٰ کیا اور کبھی بروزی نبوت کا دعویٰ کیا۔ مرزا غلام احمد کا جھوٹ اُس کے ایک جگہ کھڑے ہونے اور کوئی ایک مضبوط مؤقف قائم کرنے میں رکاوٹ تھا۔ اس کے پیروکار دین سے عدم واقفیت اور ناسمجھی کی وجہ سے اس کے دعووں کو تسلیم کرتے چلے گئے۔ انہوں نے خود کو اصل مسلمان سمجھنا اور پوری امت محمدیہ ﷺ کو گمراہ اور کافر خیال کرنا شروع کر دیا۔ واضح رہے کہ قادیانی 'مسلمانوں سے کبھی مخلص نہ تھے۔ پہلے پاکستان کے قیام کے خلاف سازشیں کرتے رہے اور بعدازاں اُنہوں نے پاکستان کی سلامتی کے خلاف سازشیں شروع کر دیں۔ اُنہوں نے اپنا ایک آفس تل ابیب میں کھول رکھا ہے تاکہ یہودیوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف سازشیں کر سکیں۔

مسلمانوں نے پاکستان بنتے ہی انہیں اقلیت قرار دینے کی پُرامن جدوجہد کا آغاز کر دیا تھا۔ 1953ء میں یہ ایک ملک گیر تحریک کی صورت اختیار کر گئی، جسے تشدد اور جبر سے دبایا گیا۔ لیکن شہیدوں کا لہو رنگ لایا، 1974ء میں قادیانیوں کے خلاف ایک پُرامن تحریک چلی جسے ابتدا میں وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے دبانے کی کوشش کی لیکن بعدازاں اُنہوں نے درست فیصلہ کرتے ہوئے یہ مسئلہ قومی اسمبلی کے حوالے کر دیا۔ اسمبلی میں اس وقت قادیانی لیڈر مرزا ناصر محمود کو اپنا مؤقف پیش کرنے اور اس کا دفاع کرنے کا بھرپور موقع دیا گیا۔ مرزا ناصر محمود سے پوچھا گیا کہ تم مرزا غلام احمد قادیانی کو کیا سمجھتے ہو تو اُس نے صاف صاف کہا کہ ہم اُسے نبی مانتے ہیں۔ اس سے پوچھا گیا کہ جو اُسے نبی نہیں مانتے اُنہیں آپ کیا سمجھتے ہیں، تو اسے بالآخر یہ تسلیم کرنا پڑا کہ ہم انہیں کافر سمجھتے ہیں۔ گویا تمام مسلمانان جو نبی اکرم ﷺ کی رسالت اور ختم نبوت کو جزوِ ایمان سمجھتے ہیں، اور مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتے بلکہ کاذب سمجھتے ہیں وہ سب ان کی نگاہ میں کافر ہیں۔ اُن کے اس جواب پر اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا۔ یہ 7 ستمبر 1974ء کا مبارک اور تاریخی دن تھا جب اللہ اور رسول ﷺ کے دشمنوں کو جو نقب لگا کر مسلمانوں کی صفوں میں گھسے ہوئے تھے، غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ قادیانیوں نے اس آئینی فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور وہ ایسی سرگرمیوں میں مصروف رہے کہ دنیا اُنہیں امت مسلمہ کا حصہ سمجھے۔

اس پر 1984ء میں جنرل ضیاء الحق کے دور میں امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کر کے قادیانیوں کی حیثیت کا صحیح تعین کر دیا گیا۔ اس آرڈیننس کے مطابق قادیانیوں پر درج ذیل پابندیاں عائد کر دی گئیں: (1) کوئی قادیانی خود کو بلاواسطہ یا بالواسطہ مسلمان نہیں کہہ سکتا اور اپنے عقیدے کو اسلام کا نام نہیں دے سکتا۔ (2) وہ اپنے عقائد کی ایسی تبلیغ نہیں کر سکتا جس سے مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہوں۔ (3) وہ اپنی عبادت کے لیے لگائی جانے والی پکار کو اذان نہیں کہہ سکتا۔ (4) وہ اپنی عبادت گاہ کو مسجد نہیں کہہ سکتا۔ (5) قادیانی امیر المومنین، خلیفۃ المسلمین، صحابہ، اہل بیت اور اُمہات المومنین کی اصطلاحیں استعمال نہیں کر سکتے۔ (6) وہ مسلمانوں کے کلمہ طیبہ ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ)'' کو نہ اپنی کسی عبادت گاہ پر تحریر کر سکتے ہیں اور نہ ہی بیج کی صورت میں سینہ پر آویزاں کر سکتے ہیں۔

یہاں ایک وضاحت بہت ضروری ہے۔ ایک اسلامی ریاست کا فرض ہے کہ وہ غیر مسلم اقلیتوں کی جان و مال اور عزت کا تحفظ کرے، وہ انہیں اپنے عقائد کے مطابق اپنی عبادت گاہوں میں عبادت کی سہولت فراہم کرے اور ان کا تحفظ کرے۔ مسلمانوں کے عقائد کے مطابق اقلیتوں کی عبادت گاہوں کا تحفظ بالکل اسی طرح لازم ہے جیسے مسجد کا تحفظ، لیکن اس کے لیے لازم ہے کہ وہ اقلیت اقرار کرے کہ وہ مسلمانوں سے الگ مذہب رکھتے ہیں۔ اگر کوئی گروہ یا جماعت یہ دعویٰ کرے کہ وہ مسلمان ہیں جبکہ وہ اسلام کے کسی بنیادی عقیدے کو ترک کر چکے ہوں۔ خصوصاً اگر وہ ختم نبوت پر ایمان نہ رکھتے ہوں اور آپ ﷺ کے بعد نبوت کے ہر دعویدار کو کاذب اور لعنتی نہ سمجھتے ہوں تو ایسے شخص یا گروہ یا جماعت کو اقلیت نہیں بلکہ مرتد کہا جائے گا اور مرتد کی سزا حدیث رسول ﷺ سے طے شدہ ہے جسے بدلا نہیں جا سکتا۔ مناسب ہوتا اگر 1974ء کی قومی اسمبلی قادیانیوں کے غیر مسلم قرار دینے کے ساتھ ہی مرتد کی سزا کے نفاذ کا اعلان بھی کر دیتی۔ ہاں علماء سے مشورہ کے بعد یہ طے کیا جا سکتا تھا کہ اس حوالے سے مرتد کی سزا کا اطلاق آئینی ترمیم 1974ء کے بعد کسی مسلمان کے قادیانی ہونے پر کیا جائے گا۔ رہے وہ لوگ جو بڑی معصومیت سے کہتے ہیں کہ جب قادیانی بھی حضور اکرم ﷺ کو نبی مانتے ہیں تو ہم انہیں کافر اور مرتد کہنے پر اصرار کیوں کرتے ہیں؟ تو انہیں جان لینا چاہیے کہ حضور ﷺ کو خاتم النبیین ماننا قرآنی حکم ہے اور نبی اکرم ﷺ کے دوصد کے قریب ایسے فرامین ہیں جن میں آپ ﷺ نے اپنے آخری نبی ہونے کی بات بڑی وضاحت سے کی ہے۔ آپ ﷺ نے ''لا نبی بعدی'' کا اعلان نہ صرف ڈنکے کی چوٹ پر کیا ہے، بلکہ یہ بھی واضح کیا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب اور دجال شمار ہوگا۔ جبکہ کاذب مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتابوں میں سینکڑوں بار نبوت اور رسالت کا دعویٰ کرتا ہے۔ ہم یہاں آپ کو صرف ایک حوالہ دیتے ہیں: ''سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا (دافع البلا روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 225، 226)''

ختم نبوت کے حوالہ سے قرآن کے واضح حکم اور احادیث نبوی کی روشنی میں نبوت و رسالت کا دروازہ تا قیامت بند ہو چکا ہے، لہٰذا علمائے حق کا مذکورہ مسئلہ پر اجماع ہے کہ جو شخص اس میں نقب لگانے کی جسارت کرے گا وہ کاذب، فریبی اور لعنتی تصور ہوگا اور مسلمانوں میں سے کوئی اگر اس پر ایمان لائے یا اسے ولی، مجتہد اور ابدال کا درجہ دے گا تو وہ مرتد قرار پائے گا۔

❁ ❁ ❁

تنظیم اسلامی کی انسدادِ سود مہم اور متاثرین سیلاب کی مدد

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 2 ستمبر 2022ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام سود کے خلاف تین ہفتوں پر مشتمل مہم کے دوران ہم نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ سود کی حرمت اور ممانعت کے حوالے سے زیادہ سے زیادہ لٹریچر سوشل میڈیا اور ویب سائٹس کے ذریعے عام کیا جائے۔ سود کی شناعت اور تباہ کاریوں کے حوالے سے قرآن وحدیث میں جو احکامات اور تفصیلات آئی ہیں ان کو ہم نے ہر سطح پر عام کرنے کی کوشش کی۔ اس کے ساتھ ہم نے ملکی معاشی معاملات کے حوالے سے بھی توجہ دلانے کی کوشش کی۔ اتنی بڑی تباہی جو سود کے نظام کو جاری رکھنے کی وجہ سے ہے اسی کا تسلسل ہے کہ آج ہمارے پاس ملکی سطح پر معاملات کو چلانے کے لیے وسائل ہی دستیاب نہیں ہیں۔ ہماری وفاقی حکومت نے 23-2022ء کے لیے 9500 ارب روپے کا سالانہ بجٹ پیش کیا ہے۔ اس میں سے تقریباً 4000 ارب روپے تو صرف قرضوں پر سود کی ادائیگی کے لیے مختص کیے گئے ہیں ان چار ہزار ارب روپے میں سے بھی ساڑھے تین ہزار ارب روپے اندرون ملک قرضوں پر سود کی ادائیگی کے لیے ہے جبکہ تقریباً پانچ سو ارب روپے بیرونی قرضوں کی مد میں ادا کیے جائیں گے۔ علاوہ ازیں اقتصادی سال 22-2021 کے پہلے 7 ماہ کے دوران ملکی قرضہ تقریباً 44 کھرب روپے بڑھ گیا جس کی وجہ سے کم وبیش 2500 ارب روپے کا اضافی سود واجب الادا ہو گیا۔ گویا گزشتہ اور حالیہ عرصہ کے دوران قرضوں پر سود کی ادائیگی پر تقریباً 6500 ارب روپے خرچ ہوگا۔ اس کے بعد جو پیسہ بچے گا اس میں سے 8 سو ارب روپیہ ترقیاتی پراجیکٹس، 157 ارب روپیہ تعلیم اور 57 ارب روپیہ صحت کے لیے مختص ہوا ہے۔ اس بجٹ کو سامنے رکھیں اور سوچیں کہ قوم کا سارا پیسہ کہاں جا رہا ہے؟ کیا سود اور قرضوں کی ادائیگی کے بعد ہمارا پاس اتنا پیسہ بچتا ہے کہ ہم اس میں ڈیم بنا سکیں یا سیلاب سے متاثرہ آبادیوں کو منتقل کر سکیں؟ یعنی کہ ہماری قوم تعمیر وترقی کا سارا عمل اس سود کی وجہ سے رکا ہوا ہے بلکہ بڑھتا ہوا یہ سود ہمیں تباہی کی طرف لے کر جا رہا ہے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے:

مرتب: ابوابراھیم

﴿فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ﴾ (البقرۃ:279)

’’خبردار ہو جاؤ کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلانِ جنگ ہے۔‘‘

کم از کم اب تو ہمیں سمجھ آجانی چاہیے۔ سورۃ البقرۃ میں کہا گیا:

﴿يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ۗ﴾ (البقرۃ:276)

’’اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔‘‘

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’سود کا لازمی انجام تباہی وبربادی کے سوا کچھ نہیں۔‘‘

اس تناظر میں دیکھیں تو سود کی تباہ کاریوں کا مشاہدہ ہم کر رہے ہیں۔ یہ سودی نظام کو جاری رکھنے کا نتیجہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود قومی اور ریاستی سطح پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ ختم کرنے کو تیار نہیں ہیں؟ حالانکہ آج سے اکتیس سال پہلے وفاقی شرعی عدالت نے سود کے خلاف فیصلہ سناتے ہوئے حکومت کو سودی نظام ختم کرنے کی ہدایت کی تھی۔ اس کے بعد 1999 میں دوبارہ فیصلہ آیا، پھر 2022ء میں فیصلہ آیا لیکن اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ ختم کرنے کی بجائے ہم ڈھٹائی کے ساتھ اس کو جاری رکھنے پر تلے ہوئے ہیں۔ حالیہ فیصلے کے بعد بھی سٹیٹ بنک سپریم کورٹ میں اپیل لے کر گیا ہوا ہے۔ حالانکہ واضح ہو چکا کہ اس جنگ میں سراسر تباہی ہماری ہی ہوئی ہے اور ہو رہی ہے۔ آج اتنی بڑی ناگہانی آفت بھی ہم پر آچکی ہے لیکن ہم کوئی سبق سیکھنے کو تیار نہیں ہیں۔ بالخصوص ہمارا حکمران طبقہ اشرافیہ اور حکومتی ادارے کوئی سبق سیکھنے کو تیار نہیں ہیں جس کی وجہ سے آج ہمارے معاشرے میں ڈھائی تین لاکھ کا مقروض بچہ پیدا ہو رہا ہے اور ہم غلام در غلام بنتے جا رہے ہیں۔ اس کے بعد بھی ہم کون سی تباہی کے منتظر ہیں کہ جس کے بعد ہمیں بات سمجھ میں آئے گی۔ جب اللہ کہہ دیتا ہے کہ مجھ سے اور میرے رسول ﷺ سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ تو اس سے بڑی تھرٹ ایک مومن کے لیے کیا ہو سکتی ہے۔ اللہ ہمیں ہدایت عطا فرمائے۔

سود کی تباہ کاریاں

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس وقت ملک کا ایک بڑا حصہ زیر آب آچکا ہے اور کروڑوں افراد متاثر ہوئے ہیں۔ فوری متاثرین میں تو وہ ہیں جو بے گھر ہو کر

کھلے آسمان تلے زندگی گزارنے پر مجبور ہو چکے ہیں لیکن باقی ساری قوم بھی اس تباہی سے متاثر ہوگی کیونکہ فصلیں تباہ ہو چکی ہیں جس کا لازمی نتیجہ بہت زیادہ مہنگائی کی صورت میں نکلے گا۔ پھر سیلاب متاثرین کو سیٹل کرنے کے لیے جو وسائل ملکی سطح پر درکار ہیں وہ نہ ہونے کے برابر ہیں، ان کی فراہمی کے لیے جو کچھ کرنا پڑے گا یقیناً اس کا اثر ہم پر بھی پڑے گا۔

عذاب، آزمائش یا نااہلی

2005ء کا زلزلہ ہو یا 2010ء کا سیلاب ہو یہ بحث مستقل چلتی رہتی ہے کہ آیا یہ عذاب ہے، آزمائش ہے، یا ہماری نااہلی ہے۔ ہمارے سیکولر حضرات کا مؤقف ہے کہ یہ فزیکل معاملہ ہی تو ہے، بارشیں تو آجایا کرتی ہیں، سیلاب بھی آجایا کرتے ہیں لیکن دوسری طرف سے یہ بحث بھی چلتی ہے کہ یہ صرف Physical phenomena ہی نہیں ہوتا بلکہ اس کی میٹافزیکل کاز بھی ہوا کرتی ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ بعض سیکولر ذہن رکھنے والے لوگوں کی طرف سے اٹھنے والے ان اعتراضات کا جواب دیا جائے۔ اس نکتہ پر بھی توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ تیسرا طبقہ وہ ہے جو کہتا ہے کہ ہمارا گورننس کا نظام ٹھیک نہیں، ہمارے سیاستدان اکثر کرپٹ ہیں، انہوں نے ملک کی تعمیر وترقی کے لیے اور آفات سے بچنے کے لیے کوئی منصوبہ بندی نہیں کی اور نہ ہی انہوں نے وسائل کا صحیح طور پر استعمال کیا۔ کرپشن کی وجہ سے قوم کا پیسہ ضائع ہوگیا اور اب حالت یہ ہے کہ ہم ڈیمز بنانے کی پوزیشن میں بھی نہیں ہیں۔ لہٰذا اصل مسئلہ ہمارے حکمرانوں کی نااہلی کا ہے جس کی وجہ سے ہمیں یہ سب کچھ بھگتنا پڑتا ہے۔ ایک درجے میں یہ بات بھی اپنی جگہ درست ہوگی۔

ایک دینی نقطۂ نظر یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائشیں بھی آیا کرتی ہیں، کبھی اللہ کی طرف سے تنبیہات بھی آتی ہیں، کبھی اللہ تعالیٰ لوگوں کو امتحانات میں بھی مبتلا کرتا ہے۔ بہر حال یہ دو تین قسم کی گفتگو ہمارے ہاں مستقل چلتی آئی ہے۔ ان تمام معاملات کو دیکھیں تو یہ اپنی اپنی جگہ درست ہیں۔ کئی مرتبہ ہم پر مصیبتیں ہمارے کرتوتوں کی وجہ سے بھی آتی ہیں اور پھر اگر بیڈ گورننس ہوگی تو اس کا نتیجہ بھی بُرا ہی ہمارے سامنے آئے گا۔ اس میں دو رائے نہیں ہیں۔ قرآن پاک بھی گناہوں اور دیگر اعتبارات سے کہتا ہے:

﴿وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝﴾ (الشوریٰ) ''اور تم پر جو بھی مصیبت آتی ہے وہ درحقیقت تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی (اعمال) کے سبب آتی ہے اور (تمہاری خطاؤں میں سے) اکثر کو تو وہ معاف بھی کرتا رہتا ہے۔''

پھر اللہ کا ایک قانون بھی ہے کہ جب اللہ نے قوموں کی طرف انبیاء ورسل کو بھیجا ہے تو اللہ نے قوموں کو سختیوں میں مبتلا کیا ہے۔ اس میں حکمت ہوا کرتی ہے۔ سورۃ الاعراف میں فرمایا:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ ۝﴾

''اور ہم نے نہیں بھیجا کسی بھی بستی میں کسی بھی نبی کو مگر یہ کہ ہم نے پکڑا اُس کے بسنے والوں کو سختیوں سے اور تکلیفوں سے تاکہ وہ گڑگڑائیں (اور ان میں عاجزی پیدا ہوجائے)۔''

قرآن پاک یہ بھی بتاتا ہے کہ جب قوموں کے کردار میں بگاڑ پیدا ہوا جس کو ہم میٹافزیکل کاز کہیں گے تو اللہ تعالیٰ نے ان قوموں کو ہلاک بھی کیا، اس صورت میں بھی زلزلے آتے ہیں۔ Physical phenomena بھی ہوتا ہے اس کی نفی نہیں ہے، طوفانی بارشیں بھی ہوجایا کرتی ہیں لیکن یاد رہے کہ زلزلہ شعیب علیہ السلام کی قوم پر بھی آیا تھا، آپ کی قوم پر شعلے بھی برسائے گئے تھے۔ یہ قوم شرک کے ساتھ ساتھ ناپ تول کی کمی کے جرم میں بھی مبتلا تھی تو اللہ نے اس کو عذاب میں مبتلا کیا۔ لوط علیہ السلام کی قوم ہم جنس پرستی کے گندے میں مرض میں

پریس ریلیز 9 ستمبر 2022ء

نام نہاد ٹرانسجینڈر قانون درحقیقت ہم جنس پرستی کے مکروہ ایجنڈے کو آگے بڑھانے کی شرم ناک کوشش ہے

شجاع الدین شیخ

نام نہاد ٹرانسجینڈر قانون درحقیقت ہم جنس پرستی کے مکروہ ایجنڈے کو آگے بڑھانے کی شرم ناک کوشش ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ مئی 2018ء میں بنایا گیا یہ بیہودہ قانون درحقیقت مغرب کے سوشل انجینئرنگ پروگرام کا حصہ ہے۔ مغرب کا اپنا معاشرتی اور خاندانی نظام تو عرصہ ہوا مکمل طور پر شکست وریخت کا شکار ہو چکا ہے اب وہ مسلمان ممالک کے معاشرتی اور خاندانی نظام کو تباہ وبرباد کرنے کے درپے ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ پاکستان کی تمام بڑی سیاسی جماعتوں نے اس قانون کو قومی اسمبلی اور سینٹ میں مل کر پاس کروایا۔ گزشتہ دورِ حکومت میں ریاست مدینہ کا نام لینے والی سیاسی جماعت نے بھی اس قانون کو ختم کرنے کے لیے کوئی قدم نہیں اُٹھایا۔ اُنہوں نے کہا کہ اگرچہ خواجہ سراؤں کے حقیقی مسائل کو حل کرنا ضروری ہے البتہ اس کی آڑ میں ہم جنس پرستی اور دیگر غیر اسلامی وغیر اخلاقی سرگرمیوں کی ہرگز اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اُنہوں نے جماعت اسلامی کے سینیٹر مشتاق احمد خان کی جانب سے ٹرانسجینڈر ایکٹ 2018ء میں ترامیم کے لیے سینٹ میں پیش کیے گئے بل کی مکمل حمایت کرتے ہوئے کہا کہ یہ مملکت خداداد پاکستان کی پارلیمان کا فرض ہے کہ اس بل میں موجود تمام غیر اسلامی شقوں کو نکال باہر کیا جائے۔ اس وقت ملک کی ایک بڑی مذہبی سیاسی جماعت بھی حکومت کا حصہ ہے لیکن بدقسمتی سے اسلامی شعائر سے بغاوت پر مبنی اس قانون کی قرآن وسنت کی روشنی میں تطہیر کے حوالے سے کوئی پیش رفت نہیں ہو رہی۔ اُنہوں نے فیڈرل شریعت کورٹ سے پُرزور استدعا کی کہ ٹرانسجینڈر ایکٹ 2018ء کے خلاف پٹیشن پر جلد سماعت مکمل کی جائے اور اس قانون میں موجود اسلام کے منافی تمام شقوں کا خاتمہ کیا جائے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

مبتلا تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس پر پتھروں کی بارش بھی برسائی، ان کو اندھا بھی کیا، ان کی بستی کو بیخ بھی دیا اور انہیں بحیرہ مردار میں غرق کر کے نشانِ عبرت بنا دیا۔ اسی طرح نوح علیہ السلام کی قوم اور آلِ فرعون کو غرق کیا گیا۔ ان تمام قوموں کو پر کبھی شرک کی وجہ سے، کبھی سیاسی معاملات میں بگاڑ کی وجہ سے، کبھی معاشی معاملات میں بگاڑ کی وجہ سے اور کبھی معاشرتی بگاڑ کی وجہ سے عذاب استیصال آئے۔ ان عذابوں سے پہلے اللہ نے ان قوموں کو آزمائشوں میں مبتلا کیا تا کہ وہ لوگ اللہ کی طرف لوٹیں۔

سورۃ الروم میں فرمایا:

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا﴾

''بحر و بر میں فساد رونما ہو چکا ہے لوگوں کے اعمال کے سبب تا کہ وہ انہیں مزہ چکھائے ان کے بعض اعمال کا۔''

حکمت کیا ہے؟

﴿لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝٤١﴾ ''تا کہ وہ لوٹ آئیں۔''

عین ممکن ہے کہ جانے والا چلا گیا باقی تو اللہ کی طرف رجوع کریں۔ اس انداز سے دیکھیں تو کبھی فزیکل فنومنا بھی ہوا کرتا ہے۔ زمین پر تبدیلیاں آتی ہیں کوئی حرج نہیں لیکن یہ یاد رہے کہ ہم ان فزیکل لاءز کے پابند ہیں لیکن اللہ کسی فزیکل لاء کا پابند نہیں ہے۔

ایک سوال یہ ہوتا ہے کہ اس طرح کے حادثات میں غریب ہی مرتے ہیں، امیر تو نہیں مرتے۔ یہ جملہ تھوڑا بے باکی والا ہے۔ کیا جن کی فصلیں تباہ ہو گئیں وہ غریب لوگ ہوں گے؟ جن کے ہوٹلز گر گئے ہیں کیا وہ غریب لوگ ہوں گے؟ پھر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے اندر نیک لوگ بھی چلے گئے ہوں گے؟ یہ بڑا قیمتی سوال ہے۔ اہلِ علم نے اس کے جوابات دیے ہیں اور احادیث مبارکہ میں ذکر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ایسی ناگہانی کیفیات میں دنیا سے جانے والا ایک درجے میں شہید کا رتبہ پاتا ہے۔ جو شخص ڈوب کر مر گیا، کسی وبائی مرض میں مر گیا، ایک خاتون حالتِ حمل میں یا بچے کو جنم دیتے ہوئے انتقال کر گئی، کوئی آگ میں جل کر انتقال کر گیا تو اس صورت میں اسے ایک درجے میں شہید کا رُتبہ ملے گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسے معاملات میں ہر ایک جا رہا ہو گا لیکن ہر شخص قیامت کے دن جب کھڑا ہو گا تو اپنی اپنی نیت، اپنے اپنے عقیدے اور اپنے اپنے عمل پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے کھڑا ہو گا۔

جہاں تک اللہ کے عذاب کا معاملہ ہے تو پچھلی نافرمان قومیں اس میں مٹا دی جاتی تھیں لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس امت کے بارے میں فرما دیا ہے کہ ایسے نہیں کہ ساری کی ساری امت مٹا دی جائے مگر یہ چھوٹے چھوٹے عذابوں کا آنا اور لوگوں کے اوپر مسلط کیا جانا اس کے امکانات تو موجود ہیں۔ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

سبق

علمی بحثیں اپنی جگہ ہیں لیکن ہمارے لیے اصل سوال یہ ہے کہ کیا ہم نے اس سے کچھ سبق سیکھا، کیا ہمارے دل نرم ہوئے، کیا ہم نے اللہ کی طرف رجوع کیا؟ کیا ہمارے دلوں میں خوفِ خدا پیدا ہوا؟ ہماری اکثریت جو گھروں میں بیٹھی ہے وہ تصاویر اور ویڈیوز فارورڈ کر رہے ہیں۔ حکمرانوں اور اپوزیشن کی نااہلیوں پر تبصرے ہو رہے ہیں۔ بالکل ان کی نااہلیاں ہیں کیونکہ ان کو قوم کے مقابلے میں اپنی کرسی اور اقتدار والے معاملات زیادہ عزیز ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ یہ سب کچھ شیئرز کر کے ہمیں کیا فائدہ حاصل ہو رہا ہے؟ کیا اتنا وقت ہم نے اللہ کی طرف رجوع کرنے میں لگایا ہے؟ اللہ کہتا ہے:

﴿لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝٤١﴾ ''تا کہ وہ لوٹ آئیں۔''

﴿لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ ۝٩٤﴾ ''تا کہ وہ گڑگڑائیں (ان کے اندر عاجزی پیدا ہو جائے۔)''

﴿تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا﴾ (التحریم: 8)

''اے اہلِ ایمان! توبہ کرو اللہ کی جناب میں خالص توبہ۔''

ہم نے یہ مملکت خداداد پاکستان حاصل کی۔ اس کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔ بقیہ مسلم ممالک کے مقابلے میں اس کا معاملہ بالکل علیحدہ ہے اس کے باوجود ہم سنبھل کے اور سدھر کے نہیں دے رہے۔ اللہ کبھی زلزلے، سیلاب اور کبھی معاشی مسائل لے کر آ رہا ہے مگر اجتماعی طور پر ہم رجوع کے لیے تیار نہیں۔ ایک انفرادی سطح کا معاملہ ہے کہ ہمیں ذاتی طور پر گناہوں، نافرمانیوں کو چھوڑنا پڑے گا۔ یہ تو ہم کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے لیکن جہاں اجتماعی بغاوت اور سرکشی ہے وہاں توبہ بھی اجتماعی سطح پر کرنا ہو گی اور اللہ کی طرف رجوع بھی اجتماعی سطح پر کرنا ہو گا۔ ہمارا معاملہ باقی تمام دنیا کے مسلمانوں سے الگ ہے۔ انہوں نے اپنی ریاستیں زبان، علاقہ اور نسل کی بنیاد پر قائم کیں۔ جیسے مملکۃ السعودیہ العربیہ۔ لہٰذا ہمیں کسی دوسرے اسلامی ملک سے کوئی شکوہ نہیں ہے کیونکہ انہوں نے دعویٰ ہی نہیں کیا کہ وہ اسلام کے نام پر بنے۔ لیکن ہم نے دعویٰ کیا ہے کہ ہم اسلامی ہیں۔ دعویٰ ہم نے کیا تو فرض ہمارا بھی پہلا ہے اور اگر وہ فرض ہم ادا نہیں کر رہے تو اس طرح کی آزمائشوں کے معاملات ہمارے ساتھ ہی زیادہ ہوں گے۔ یہ نکتہ سمجھنے کی ضرورت ہے۔ ہم نے یہ ملک اس وعدے پر لیا تھا کہ اے اللہ! یہاں تیرے حکم کی اور تیرے رسول ﷺ کی سنت کی بالادستی ہو گی۔ آج ہم سینہ ٹھوک کر کہہ رہے ہیں ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف سود کی شکل میں جنگ جاری رکھیں گے، بے حیائی نہیں چھوڑیں گے، فلمیں، گانے، ڈرامے، تھیٹر سب چلتا رہے گا، حتیٰ کہ حکومتی سطح پر 14 اگست کی تقریب میں بے حیائی اور فحاشی دکھا کر ہم نے اعلان کر دیا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بغاوت ہم نہیں چھوڑیں گے۔ یہ سرکشیاں اور بغاوتیں ہم اگر کریں گے تو پھر بتائیے ہمارے حالات سدھریں گے یا بگڑیں گے؟ آج قوم کو یہ بات سمجھ نہیں آ رہی۔

انسدادِ سود مہم تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے چل رہی ہے اس کو ہم جاری رکھیں گے۔ کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ سیلاب کی تباہی بھی سودی نظام کو جاری رکھنے کی وجہ سے ہے۔ بہرحال عرض کرنے کا مطلب ہے کہ ؎

اپنی امت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمیؐ

ہمیں رجوع الی اللہ اور توبہ کی ضرورت ہے۔ اور اصل توبہ کیا ہے؟ گناہوں کو چھوڑنا۔ اور اجتماعی گناہ ہمارا کیا ہے کہ ہم نے شریعت کو نافذ نہیں کیا۔ اب اجتماعی توبہ یہ ہو گی کہ ہمیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ ختم کرنا ہو گی، ہمیں شریعت کے نفاذ کے لیے کھڑا ہونا ہو گا۔ یہ ہماری اصل توبہ ہو گی۔ تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے ہم نے توبہ کی پکار کا ذکر کئی مرتبہ کیا، اس پر بھی ہم نے مہمات چلائیں۔ اسی لیے آج ہم خطابِ جمعہ میں بھی اس پر کلام کر رہے ہیں۔

یہ وقت ہے کہ قوم کو توبہ کی دعوت دی جائے، اور لوگوں کے دلوں میں نرمی پیدا کی جائے۔ یہ وقت ہے کہ ہمارے اندر احساسِ زیاں پیدا ہو۔ یہ وقت ہے کہ اللہ کے سامنے رجوع کیا جائے، اس کے سامنے گڑگڑایا جائے، اللہ سے مانگا جائے اور اپنے گناہوں سے باز آنے کی کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

سیلاب زدگان کی مدد

اس وقت قوم پر بہت بڑی آزمائش ہے۔ لاکھوں مسلمان بھائی اس وقت بے گھر اور بے سروسامان ہیں، اُن کے پاس کھانے کو خوراک اور پینے کو صاف پانی تک نہیں ہے۔ ہم روزہ رکھتے ہیں تو ہمیں بھوک کی شدت کا احساس ہوتا ہے، اسی طرح متاثرین سیلاب کے دکھ درد کو وہی سمجھ سکتا ہے جو ان حالات سے گزر رہا ہے۔ پوری قوم کو اس وقت متاثرین کے درد کو محسوس کرتے ہوئے ان کی بھرپور مدد کرنی چاہیے۔ ہم تنظیم اسلام کے پلیٹ فارم سے یہ دعوت دے رہے ہیں کیونکہ ہم سب (انما المومنون اخوۃ) کے مصداق بھائی بھائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں تمام مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں۔ اگر جسم کے کسی حصے میں تکلیف ہو تو سارا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے۔ ہمارے اسلام، ایمان اور اسلامی رشتے کا تقاضا ہے کہ ان کی تکلیف کو ہم اپنی تکلیف محسوس کریں اور جو ہمارے بس میں ہے وہ ہم کر ڈالیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ترغیب دلائی کہ تم آج کسی کی تکلیف کو دور کرتے ہو اللہ تعالیٰ تمہاری قیامت کی تکلیفوں میں سے کسی تکلیف کو دور کرے گا۔ بخاری شریف کی حدیث ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب تک بندہ اپنے بھائی کی حاجت کو پورا کرنے میں لگا رہتا ہے تب تک اللہ تعالیٰ ایسے بندے کی حاجت کو پورا کرنے میں لگا رہتا ہے۔ اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جس نے اپنے مسلمان بھائی کو ایسے مقام پر چھوڑ دیا جہاں اس کو مدد کی ضرورت تھی اور اس نے اس کی مدد نہیں کی اللہ اسے اس دن چھوڑ دے گا جب اس کو مدد کی ضرورت ہوگی۔

تنظیم اسلامی میں ''قدرتی آفات فنڈ'' قائم ہے۔ رفقائے تنظیم خاص طور پر اس کو اپنا دینی فریضہ سمجھ کر اس میں اپنا حصہ ڈالیں اور پھر تنظیمی نظم کے تحت پاکستان بھر میں متاثرین تک امداد پہنچانے کی کوشش کریں۔ اس کا بڑا حصہ کیش کی صورت میں ہے تاکہ ان کی اصل ضروریات کو پورا کیا جا سکے۔ فوری ضروریات میں خوراک، کپڑے اور دوائیاں شامل ہیں لیکن اس کے بعد جن کا گھر ختم ہو چکا ہے وہ کیا کریں گے۔ لہٰذا یہ مستقل کرنے والا کام ہے۔ تنظیم کے پلیٹ فارم سے ہم یہ کام کر رہے ہیں۔ اس میں پوری قوم کو اپنا حصہ ڈالنا چاہیے، یہ صرف دو چار جماعتوں کے کرنے کا کام نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس میں مزید توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

انسانی حقوق کی تنظیمیں جو ہر ایشو پر دنیا بھر میں شور مچاتی کھڑی ہو جاتی ہیں ان کی اکثریت اس وقت نظر نہیں آ رہی اور نہ نظر آئیں گی کیونکہ ان کا ایجنڈا مختلف ہوتا ہے۔ لیکن الحمدللہ دینی مدارس، دینی جماعتوں اور دینی اداروں کے لوگ اس جدوجہد میں دکھائی دے رہے ہیں۔ اس وقت کوئی سیاسی سکورنگ کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ اپنے فرض کو ادا کرنے کا مسئلہ ہے۔ جس کا جہاں اعتماد ہے وہاں وہ اپنا حصہ ڈالے تاکہ کل اللہ کے سامنے جواب دے سکے۔ اس موقع پر کوشش کریں کہ اپنے بچوں کی تربیت کریں۔ ہمیں مغرب سے انسانی حقوق سیکھنے کی ضرورت نہیں ہے، ہمارا رب ہمیں ایمان اور انسانی رشتے سے جوڑتا ہے اور رسول ﷺ کی احادیث ہمارے سامنے ہیں، ان کو سامنے رکھ کر ہم اپنا کردار ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین! ۞۞۞

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر رفیق تنظیم کو اپنی بیٹیوں، عمر 23 سال، تعلیم بی ایس اسلامک سٹڈیز، قد 5.4۔ عمر 25 سال تعلیم BFA ٹیکسٹائل ڈیزائن، قد 5.3 کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکوں کے رشتے درکار ہیں۔ رفقاء تنظیم قابل ترجیح۔

برائے رابطہ: 0322-8436347

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(25 تا 28 اگست 2022ء)

جمعرات (25 اگست) کو مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

جمعہ (26 اگست) و قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ شام کو حلقہ پنجاب جنوبی کے دورہ کے لیے طے شدہ پروگرام کے مطابق روانگی ہوئی اور رات 11:00 بجے ملتان پہنچے۔ قرآن اکیڈمی، ملتان میں رات کا قیام کیا۔

ہفتہ (27 اگست) کو بعد نماز فجر 5:30 تا 6:30 قرآن اکیڈمی میں ''ہماری دینی ذمہ داریاں'' کے موضوع پر درس قرآن دیا، جس میں کثیر تعداد میں مرد و خواتین نے شرکت کی۔ ایک رفیق سے انفرادی ملاقات ہوئی۔ 9:00 بجے دی علم فاؤنڈیشن کے حوالے سے (متفقہ ترجمہ قرآن کریم کے نصاب کے تناظر میں) ملتان کے ایک عالم دین مولانا ارشد سعید کاظمی صاحب کی دعوت پر ان کے مرکز جانا ہوا۔ ناشتہ پر ان سے ملاقات کی۔ بانی محترم رحمۃ اللہ علیہ کی کتب بھی ہدیہ کیں۔ 12:00 بجے دن قرآن اکیڈمی ی۔ زیڈ کیمپس گئے اور ایک رفیق سے ملاقات کی۔ انجمن خدام القرآن ملتان کی مجلس منتظمہ کے اجلاس کی صدارت کی۔ دوپہر کھانے کے بعد قرآن اکیڈمی واپسی ہوئی۔ 4:30 بجے حلقہ کے ذمہ داران، معاونین حلقہ، مقامی امراء، منفرد نقباء، حلقہ و مقامی تناظیم کے معاونین و نقباء سے تعارفی نشست ہوئی جو 6:00 بجے تک جاری رہی۔ بعد نمازِ مغرب قرطبہ مسجد گارڈن ٹاؤن، ملتان کینٹ میں ''انسداد سود اور ہماری ذمہ داریاں'' کے موضوع پر مفصل خطاب کیا۔ اس پروگرام میں 200 مرد اور 25 خواتین نے شرکت کی۔ رات 9:00 بجے قرآن اکیڈمی واپسی ہوئی۔

اتوار (28 اگست) صبح 7:00 تا 8:00 بجے مقامی امراء سے ملاقات کی۔ 8:00 بجے حلقہ کا اجتماع شروع ہوا۔ امیر حلقہ نے حلقہ و ذمہ داران کا تعارف کرایا۔ پھر نئے شامل ہونے والے رفقاء کا تعارف ہوا۔ سوال و جواب کی نشست کے بعد 11:00 بجے اختتامی خطاب کیا۔ مبتدی و ملتزم رفقاء سے بیعت مسنونہ ہوئی۔ 200 سے زائد رفقاء نے اجتماع میں شرکت کی۔ 12:00 تا 1:00 بجے ''سودی نظام اور استحکام پاکستان'' کے موضوع پر قرآن اکیڈمی میں خطاب کیا۔ جس میں رفقاء کے علاوہ کثیر تعداد میں مرد و خواتین نے شرکت کی۔ بعد نمازِ ظہر ایک پریس کانفرنس سے خطاب کیا، جس میں مختلف اخبارات کے صحافی حضرات نے شرکت کی۔ نائب ناظم اعلیٰ وسطی پاکستان ناصر بھٹی صاحب بھی اس دورہ میں شریک رہے۔ بعد نمازِ عشاء کراچی واپسی ہوئی۔

قسط اوّل

دجالیت کے آفاقی اور زمینی مظاہر

ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

تمہیداً عرض کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کائنات کا بلاشرکت غیرے خالق بھی ہے اور مالک بھی' حاکم مطلق بھی ہے اور آمر مطلق بھی۔ ارشادِ الٰہی ہے: ﴿اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰہِ ؕ﴾ (الانعام: 57' یوسف: 40) ''حکم کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے''۔ اور: ﴿وَّلَا یُشۡرِکُ فِیۡ حُکۡمِہٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾﴾ (الکہف) ''اللہ تعالیٰ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا''۔ اور: ﴿اَلَا لَہُ الۡخَلۡقُ وَ الۡاَمۡرُ ؕ﴾ (الاعراف: 54) ''خبردار رہو' اُسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے''۔ اگرچہ کسی انسان کے لیے آمر کا لفظ اچھے معنوں میں استعمال نہیں ہوتا' انسانوں کے لیے آمریت بری شے ہے' لیکن میں جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کے لیے ''آمر'' کا لفظ استعمال کر رہا ہوں' اس لیے کہ اللہ واقعتاً آمر مطلق ہے۔ جیسے تکبر انسانوں کے لیے اچھی بات نہیں' لیکن اللہ کی ذات کو کبریائی کا جامہ زیب دیتا ہے۔ ایک حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((اَلۡکِبۡرِیَاءُ رِدَائِیۡ)) ''تکبر میری چادر ہے۔''

عالمِ خلق اور عالمِ امر کے بارے میں آپ جان چکے ہیں کہ عالمِ امر میں اللہ تعالیٰ کے احکام آناً فاناً ظہور پذیر ہوتے ہیں' ان میں ''وقت'' کا عنصر قطعاً نہیں ہوتا' جبکہ عالمِ خلق کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا قانون یہ ہے کہ اس میں کسی کام کے تکمیل پذیر ہونے میں وقت ضرور لگتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں کئی مقامات پر آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق چھ دنوں میں کی ہے۔ میں عرض کر چکا ہوں کہ یہ دن کوئی آفاقی دن تھے۔ انہیں چاہے ''six ages'' کہا جائے' six millenniums کہا جائے یا کچھ اور۔ پھر یہ کہ نبوت ورسالت کا آغاز پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا' لیکن اسے بھی تدریجاً تکمیل کو پہنچنے میں تقریباً سات آٹھ ہزار برس لگے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک جیسے جیسے انسان کی ذہنی اور فکری صلاحیتیں نشوونما پاتی گئیں ویسے ویسے ہدایت بڑھتی چلی گئی۔ جیسے جیسے انسانی تمدن میں ارتقاء ہوا' ایسے ہی اللہ کا دین بھی تکمیل کے مراحل سے گزرا' یہاں تک کہ حضور ﷺ پر آ کر نعمت ہدایت کا اتمام بھی ہو گیا اور دینِ حق کی تکمیل بھی ہو گئی۔ سورۃ المدثر میں فرمایا گیا: ﴿کَلَّا وَ الۡقَمَرِ ﴿ۙ۳۲﴾﴾ ''ہرگز نہیں' قسم ہے چاند کی''۔ رسول اللہ ﷺ کی آمد سے پہلے دنیا میں جو نورِ ہدایت تھا وہ چاند کے مشابہ تھا اور چاند کی روشنی سورج کی روشنی کا مقابلہ تو نہیں کر سکتی۔ گویا وہ ایک طویل رات تھی جس میں چاند رفتہ رفتہ بڑھ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور نبوت بھی بڑھ رہی تھی۔ ﴿وَ الَّیۡلِ اِذۡ اَدۡبَرَ ﴿ۙ۳۳﴾﴾ ''اور (قسم ہے) رات کی جبکہ وہ پلٹتی ہے''۔ یعنی پھر وہ وقت آیا کہ رات رفتہ رفتہ پیٹھ موڑ کر چلتی بنی۔ ﴿وَ الصُّبۡحِ اِذَاۤ اَسۡفَرَ ﴿ۙ۳۴﴾﴾ ''اور صبح (کی قسم) جبکہ وہ روشن ہوتی ہے''۔ اب گویا صبح طلوع ہو گئی اور ہدایت کا سورج محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی شکل میں ظاہر ہو گیا۔ یعنی یہ سب کچھ تدریجاً ہوا۔ ﴿اِنَّہَا لَاِحۡدَی الۡکُبَرِ ﴿ۙ۳۵﴾﴾ ''یہ یقیناً بہت بڑی باتوں میں ہے''۔ ﴿نَذِیۡرًا لِّلۡبَشَرِ ﴿ۙ۳۶﴾﴾ ''یہ خبردار کرنا (یعنی بعثتِ محمدیؐ) تمام انسانوں کے لیے ہے''۔ یہ صرف عرب کے لیے نہیں۔ ﴿لِمَنۡ شَآءَ مِنۡکُمۡ اَنۡ یَّتَقَدَّمَ اَوۡ یَتَاَخَّرَ ﴿ؕ۳۷﴾﴾ ''تم میں سے ہر اُس شخص کے لیے جو آگے بڑھنا چاہے یا پیچھے رہ جانا چاہے۔''

محمد رسول اللہ ﷺ نے دین کو کامل اور مکمل شکل میں قائم کر دیا اور وہ تیس برس تک مکمل شکل میں قائم اور نافذ رہا۔ پھر اس کے اندر تدریجاً زوال آنا شروع ہوا۔ جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:

((بَدَأَ الْاِسْلَامُ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ کَمَا بَدَأَ غَرِیْبًا فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ))

''اسلام کی جب ابتدا ہوئی تھی تو یہ اجنبی تھا' اور پھر ویسے ہی اجنبی ہو جائے گا جیسے ابتدا میں تھا۔ پس ایسے اجنبیوں کے لیے خوشخبری ہے۔''

اسلام کا آغاز اس حال میں ہوا تھا کہ وہ اجنبی سی شے تھی' لوگ اسے پہچانتے نہیں تھے کہ محمد (ﷺ) یہ کیا نئی بات کر رہے ہیں۔ اس لیے کہ آپؐ کی بعثت مکہ مکرمہ میں ہوئی اور وہاں تو ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت کا کوئی حوالہ بھی باقی نہیں رہا تھا۔ شرک کے گھٹا ٹوپ اندھیرے تھے اور بالخصوص آخرت کا تو کوئی سوال ہی نہیں تھا۔ نہ کوئی شریعت تھی' نہ کوئی قانون تھا اور نہ کوئی کتاب۔ تو انہیں اسلام کی دعوت بڑی عجیب سی بات لگی کہ یہ محمدؐ کیا کہہ رہے ہیں؟ پھر یہ ہوا کہ اسلام کو غلبہ حاصل ہو گیا۔ تو اب چونکہ اسلام غالب ہو گیا اور اسلام کا نظام قائم ہو گیا تو سبھی اس کے جاننے اور پہچاننے والے ہو گئے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے پیشین گوئی فرما دی کہ عنقریب اسلام پھر اجنبی ہو جائے گا۔ یہ اجنبی ہونے کا عمل خلافتِ راشدہ کے بعد سے شروع ہو گیا اور مسلسل جاری رہا۔ ساتھ ہی ساتھ تجدید کا عمل بھی جاری رہا۔ ہر صدی کے اندر مجددین اُمت آئے اور رفتہ رفتہ تجدید کا یہ عمل بھی چودہ سو برس میں پورا ہو رہا ہے اور اب دنیا تجدید کامل کے دروازے پر کھڑی ہے۔ آپ ﷺ کے ہاتھوں جو تکمیل دین ہو گئی تھی اسی طرح کی تکمیل دوبارہ ہونی ہے' اور اب وہ عالمگیر ہو گی۔ تو ان سارے معاملات کے اندر ایک تدریج ہے۔

عالمِ خلق میں تدریج قانونِ الٰہی ہے۔ اس میں کوئی کام اچانک نہیں ہوتا' بلکہ اس میں وقت لگتا ہے' اور وقت کے حوالے سے ہمارے پیمانے بہت چھوٹے ہیں' جبکہ اللہ کا پیمانہ بہت بڑا ہے۔ اللہ کا تو ایک دن ہمارے حساب کتاب سے کم از کم ایک ہزار سال کے برابر ہے' ورنہ اللہ تعالیٰ کا وہ دن بھی ہے جسے سورۃ المعارج میں پچاس ہزار سال کا کہا گیا ہے۔ بالفاظِ قرآنی:

﴿تَعۡرُجُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَ الرُّوۡحُ اِلَیۡہِ فِیۡ یَوۡمٍ کَانَ مِقۡدَارُہٗ خَمۡسِیۡنَ اَلۡفَ سَنَۃٍ ۚ﴿۴﴾﴾ (المعارج)

''ملائکہ اور روح اُس کے حضور چڑھ کر جاتے ہیں ایک ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔''

اور یہ جو تخلیقِ کائنات کا عمل میں نے بتایا ہے اس کے لیے لاکھوں کروڑوں سال کا ایک دن ہو سکتا ہے۔ بہرحال اب یہ جو تجدید کامل کی کوششیں ہو رہی ہیں یہ ایک

سلسلۃ الذھب (سنہری زنجیر) ہے اور تنظیم اسلامی اس زنجیر کی ایک کڑی ہے۔ ہم یہ نہیں سمجھتے کہ ہم کوئی نئی بات لے کر آئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ((مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ)) ''(دین وہی ہے) جس پر میں اور میرے صحابہؓ ہیں''۔ رسول اللہ ﷺ نے اصلی اور کامل شکل کے اندر دین قائم کیا تھا اور اسے اب دوبارہ نافذ کرنا ہے۔ تنظیم اسلامی اسی کام کے لیے قائم ہوئی ہے' کسی جزوی کام کے لیے نہیں' صرف اصلاحی' تبلیغی اور تعلیمی کام کے لیے نہیں۔ یہ سارے کام بھی ہوں گے' لیکن یہ سب اُس بڑے کام یعنی انقلاب کے رُخ پر ہوں گے' تاکہ ایک انقلاب برپا ہو اور پورے کا پورا دینِ حق قائم ہو جائے۔

یہ بات ظاہر ہے کہ کوئی بھی قوت' کوئی بھی تنظیم' کوئی بھی جماعت یا کوئی بھی تحریک اگر اقامتِ دین کی جدوجہد کے لیے کوشاں ہے تو اس کے لیے یہ شعور لازم ہے کہ دنیا میں اس وقت کیا ہو رہا ہے' کون کون سی قوتیں برسرِکار ہیں اور کون کون سی قوتیں برسرِپیکار ہیں۔ تصادم ہو رہا ہے تو کن کن کے مابین ہو رہا ہے۔ اگر کچھ لوگ یا قوتیں فعال ہیں تو وہ کون کون سی ہیں' ان کے مقاصد کیا ہیں' ان کا ایجنڈا کیا ہے۔ وہ کیا پیش قدمی کر رہے ہیں۔ پھر خاص طور پر اپنے ملک میں جہاں آپ کو کام کرنا ہے' کون کون سی قوتیں کیا کیا کام کر رہی ہیں۔ تو اس حوالے سے ان لوگوں کے اندر ایک واضح شعور کا ہونا ضروری ہے جو اقامتِ دین کی جدوجہد میں اپنے آپ کو شامل کر رہے ہیں۔ اس اعتبار سے ہمیں دو سطحوں پر شعور حاصل کرنا ہو گا۔ ایک عالمی یا آفاقی سطح پر اور دوسرے زمینی سطح پر۔ میں نے آغازِ خطاب میں سورۃ الروم کی آیت 41 کی تلاوت کی ہے: ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ﴾ ''فساد نمایاں ہو گیا ہے بر میں بھی اور بحر میں بھی لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے''۔ ہماری یہ زمین دو حصوں پر ہی مشتمل ہے' یا سمندر ہے یا خشکی ہے۔ تو اب کوئی حصہ بھی اس فساد سے خالی نہیں رہا اور یہ ہوا ہے لوگوں کے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے۔ آگے فرمایا: ﴿لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٤١﴾﴾ ''تاکہ اللہ تعالیٰ مزا چکھائے ان کو اُن کے بعض اعمال کا شاید کہ وہ باز آجائیں''۔ چنانچہ ایک ہے آفاقی فساد اور ایک ہے زمینی فساد۔

دجالیت کے آفاقی مظاہر

آفاقی فساد کی تین سطحیں ہیں۔ بالفاظ دیگر دجالیت کے تین آفاقی مظاہر یا تین سطحیں ہیں۔ میں یہ چیزیں کئی بار بیان کر چکا ہوں اور آج ایک اضافے کے ساتھ اس طرف محض اشارات کر رہا ہوں۔ سب سے اونچی سطح ہے سیاسی سطح۔ اس سطح پر فساد یہ ہے کہ سیاسی سطح پر اللہ تعالیٰ کو بے دخل کر دو (معاذ اللہ)------- اللہ حاکم نہیں ہے بلکہ عوام حاکم ہیں۔ عوامی حاکمیت اللہ تعالیٰ کے خلاف سب سے بڑا کلمۂ بغاوت ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے: ﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ﴾ اور: ﴿وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا ﴿٢٦﴾﴾ (الکہف) ایک اور جگہ ارشاد ہے: ﴿الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ﴾ (الحشر:23) ''وہ بادشاہ ہے' نہایت مقدس' سراسر سلامتی' امن دینے والا' نگہبان' سب پر غالب' اپنا حکم بزور نافذ کرنے والا اور بڑا ہو کر رہنے والا''۔ لیکن دجالیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ریاست سے' سیاست سے' حکومت سے' قانون سے بے دخل کر دو۔ ریاست کا کسی مذہب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے' مذہب صرف انفرادی معاملہ ہے۔ چاہے مسجدوں میں جا کر نماز پڑھو' رکوع و سجود کرو' چاہے مندروں میں جا کر بتوں کے سامنے ڈنڈوت کرو۔ تم اپنے چرچ' سینیگاگز اور گردواروں میں جانے کے لیے آزاد ہو' لیکن حاکمیت عوام کی ہو گی۔ یہی سیکولرازم ہے کہ دستور و قانون کا کوئی تعلق کسی مذہب' کسی آسمانی ہدایت کے ساتھ نہیں' وہ ہم خود بنائیں گے۔ یہ فساد بمعنی بغاوت ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے خلاف سب سے بڑی بغاوت ہے' جس کا نام ہے عوامی حاکمیت اور سیکولرازم۔

آفاقی فساد یا دجالیت کی دوسری سطح معاشی ہے اور یہ بھی یونیورسل ہے۔ اس وقت دنیا کا پورا معاشی نظام سود اور جوئے پر مبنی ہے' جبکہ ازروئے قرآن یہ بدترین گناہ ہے' سود سے بڑا جرم کوئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اگر سود سے باز نہیں آتے ہو تو اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے تمہارے خلاف اعلانِ جنگ ہے۔ دوسری چیز جوا ہے۔ آج تمام کاروبار اور فنانس مارکیٹ جوئے پر مبنی ہے' سٹاک ایکسچینج میں بھی جوا ہے۔ معاشی سطح پر مزید دو چیزیں قحبہ گری اور منشیات بھی شامل ہیں۔ آج کی دنیا میں سیکس بھی جائز ذریعۂ آمدنی ہے' قحبہ گری یا عصمت فروشی (prostitution) کوئی حرام یا بُری شے نہیں' اور یواین او کی سفارشات یہ ہیں کہ اس دھندے میں ملوث عورتوں کو عصمت فروش بھی نہ کہا جائے' بلکہ انہیں سیکس ورکر کہا جائے۔ ایسے ہی نشہ آور چیزیں بنانا اور بیچنا سب جائز ہے۔ تو یہ چار چیزیں ہو گئیں' سود' جوا' فحاشی اور منشیات۔

تیسری سطح سماجی ہے کہ شرم و حیا اور عفت و عصمت کے تصورات سب دقیانوسی باتیں ہیں۔ آزاد جنسی تعلقات استوار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ عورت اپنے حسن کی نمائش جس طرح چاہے کرے' اسے روکنے والے تم کون ہوتے ہو؟ اسی وجہ سے آج آپ کو سڑکوں پر نیم عریاں جوان لڑکیاں تھرکتی ہوئی چلتی نظر آتی ہیں۔ یہ تیسری چیز یعنی شرم و حیا اور عفت و عصمت کے خاتمے کی وبا ہمارے ہاں ابھی اتنی نہیں آئی ہے۔ ابھی عالم اسلام پوری طرح اس کے دھارے میں نہیں آسکا۔ ہمارا ایلیٹ طبقہ جو بالکل مغرب پرست ہے' وہاں پر تو یہ چیزیں آگئی ہیں' لیکن عمومی طور پر نہیں آئیں۔ اس لیے اس وقت اس پر بہت زور لگ رہا ہے۔ این جی اوز کو اس مقصد کے لیے اربوں ڈالر دیے جا رہے ہیں کہ یہ جو شرم و حیا اور عفت و عصمت کے تصورات اور خاندانی نظام ابھی عالم اسلام کے اندر موجود ہے' اسے ختم کرنا ہے۔ ہنٹنگٹن نے 1996ء میں جو کتاب لکھی تھی: Clash of Civilizations (تہذیبی تصادم) تو اس میں اُس نے یہی لکھا ہے کہ مسلم تہذیب ہمارے اندر مدغم نہیں ہو رہی' یہ ہمارے لیے لوہے کا چنا ثابت ہو رہی ہے' ہم اسے اپنے اندر جذب (assimilate) نہیں کر پا رہے۔ لہٰذا اس کے لیے بہت زور لگایا جا رہا ہے۔ عورتوں کی مکمل آزادی اور ان کے مَردوں کے برابر حقوق کے نعرے لگ رہے ہیں۔ ہمارے ہاں بھی ایک آرڈیننس پاس ہوا ہے اور قانون بن گیا ہے کہ جب تک زنا کے چار عینی گواہ مجسٹریٹ کے سامنے جا کر گواہی نہ دے دیں کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے زنا ہوتے دیکھا ہے تب تک زنا کا پرچہ ہی درج نہیں ہوگا اور اس سلسلے میں کوئی تفتیش نہیں ہوگی۔ یہ سب اس لیے کیا گیا ہے تاکہ عورت کو اس خوف سے آزاد کر دیا جائے کہ اگر وہ اس کام میں پکڑی گئی تو سزا ہو جائے گی۔ (جاری ہے)

(14 نومبر 2008ء کے خطاب جمعہ سے ماخوذ)

MET ڈیپارٹمنٹ نے تین ماہ پہلے ہی معمول سے کہیں زیادہ بارشوں اور سیلاب کی وارننگ جاری کر دی تھی لیکن NDMA نے اس دوران کوئی کام نہیں کیا: رضاء الحق

سیلاب کی صورت حال ایک بہت بڑے انسانی المیہ کو جنم دے رہی ہے۔ اس سے نمٹنے کے لیے اجتماعی سطح پر حکومت، اپوزیشن، فوج اور عوام سب کو مل کر کوشش کرنے کی ضرورت ہے: ڈاکٹر مشتاق مانگٹ (الخدمت فاؤنڈیشن)

اس وقت متاثرین کی مدد میں اپنا مال، صلاحیت اور وقت سب کچھ لگانے کی ضرورت ہے۔ جو لوگ زکوٰۃ دیتے ہیں ان کو چاہیے کہ وہ اس وقت دے دیں کیونکہ اس وقت سیلاب سے متاثرہ لوگوں کو ضرورت ہے: عامر سعید بھٹی (تریاق ویلفیئر آرگنائزیشن)

سیلاب کی تباہ کاری اور متاثرین کی امداد کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: فیڈرل فلڈ کمیشن سیلابوں کے بارے میں ہر سال اپنی رپورٹس اور الرٹس جاری کرتا رہتا ہے اگر اس کمیشن کی سفارشات پر بہتر انداز میں عمل کیا جاتا تو کیا سیلاب کی تباہ کاریوں سے بچا نہیں جا سکتا تھا؟

رضاء الحق: اصل میں ہمارا قومی مزاج یہ بن چکا ہے کہ قدرتی آفات کے حوالے سے پہلے کوئی تیاری نہیں کی جاتی، جب کوئی آفت آتی ہے تو سر پر پڑنے کی وجہ سے ہر کوئی فعال دکھائی دیتا ہے لیکن نہ پہلے کام کیا جاتا ہے اور نہ بعد میں۔ البتہ رپورٹس بنتی رہتی ہیں۔ 2010ء میں جو سیلاب آیا تھا اس کو سپر فلڈ کا نام دیا گیا تھا۔ پھر فلڈ کمیشن کی رپورٹس میں بارہا اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ جن علاقوں میں سیلاب کے خطرات ہوتے ہیں اُن میں ضلعی سطح پر ڈیزاسٹر مینجمنٹ کے کام کو فوکس کیا جائے لیکن ہمارے ہاں سنٹر کے اندر پاور مرکوز کر دی جاتی ہے۔ MET ڈیپارٹمنٹ نے تقریباً تین ماہ پہلے اس بات کی وارننگ جاری کر دی تھی کہ اس مرتبہ بارشیں زیادہ ہونے کا امکان ہے لیکن NDMA کا ادارہ جس کو فلڈ مینجمنٹ کے لیے قائم کیا گیا تھا اس نے سیلاب سے پہلے اور سیلاب کے دوران کوئی کام نہیں کیا۔ اب بھی سرکاری سطح پر ریسکیو کے حوالے سے کام کم ہو رہا ہے اور زیادہ تر Photo ops ہو رہی ہیں۔ عملی کام زیادہ تر این جی اوز کی سطح پر ہو رہا ہے۔ فلڈ کمیشن نے جو سفارشات پیش کی تھیں وہ حسب ذیل تھیں:

(1) این ڈی ایم اے سمیت ڈیزاسٹر مینجمنٹ اینڈ کنٹرول کے تمام اداروں کی صلاحیت کو بڑھایا جائے۔ (2) صوبائی اور ضلعی سطح پر فلڈ مینجمنٹ اور کنٹرول کے ادارے قائم کیے جائیں اور فلڈ کنٹرول کے واضح ایس او پیز مرتب کیے جائیں۔ (3) فلڈ کنٹرول انفراسٹرکچر کو مضبوط کیا جائے۔ پشتوں اور بندوں کو مضبوط بنایا جائے۔ سیلابی پانی کا رخ بدلنے کے لیے چینلز کو ترتیب دیا جائے۔ سیلابی پانی ذخیرہ کرنے کے مقامات کو قائم کیا جائے۔ بیراجوں کی صلاحیت بڑھائی جائے۔ (4) نئے ڈیم تعمیر کیے جائیں جن میں بڑے ڈیموں کے ساتھ چھوٹے ڈیم بھی شامل ہوں۔ (5) وہ پانی جو پہاڑوں سے برف پگھلنے پر

مرتب: محمد رفیق چودھری

بہہ آتا ہے اُسے بحیرۂ عرب میں گر کر ضائع ہونے سے بچانے کے منصوبے بنائیں جائیں۔ (6) سیلابی ریلوں کو روکنے اور زمین کے کٹاؤ میں کمی لانے کے لیے بڑے پیمانے پر درخت لگائے جائیں۔ (7) پہاڑی اور میدانی علاقوں کے لیے بہتر فلڈ مینجمنٹ اور کنٹرول کی علیحدہ علیحدہ پالیسیاں ترتیب دی جائیں۔ (8) ماحولیاتی تبدیلی کی وجہ سے بارش اور خشک سالی بڑھتی جا رہی ہے۔ پاکستان کو اس حوالے سے بھی ایک مربوط پالیسی بنانے کی ضرورت ہے۔ (9) سیلاب کے حوالے سے وہ علاقے جو زیادہ خطرے میں آ سکتے ہیں وہاں سے آبادیوں کو محفوظ مقامات پر منتقل کرنے کی منصوبہ بندی کی جائے نیز غیر قانونی تعمیرات کو مکمل طور پر ختم کیا جائے۔ (10) سیلاب کی پیشگی اطلاع اور انسداد کی صلاحیت بڑھائی جائے اور MET آفس سمیت موسمیاتی پیشین گوئی کے ادارے دیگر اداروں کے ساتھ بہتر انداز میں مل کر کام کریں۔ (11) سیلاب سے متاثرہ افراد اور علاقوں میں ریسکیو اور ریلیف اور پھر تعمیر نو کے لیے مربوط منصوبہ بندی کی جائے۔

یہ فلڈ کمیشن کی رپورٹ ہر سال آتی ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کے لیے کوئی کام نہیں کیا گیا۔ سرکاری سطح پر ابھی بھی ریسکیو، ریلیف کا کام بہت سست ہے اور rehablitation کے لیے بھی واضح منصوبہ بندی نظر نہیں آ رہی۔

سوال: پوری دنیا جانتی ہے کہ الخدمت فاؤنڈیشن بہت بڑے لیول پر اطمینان بخش کام کر رہی ہے۔ آپ فلڈ ریلیف کی تفصیلات شیئر کیجیے؟

ڈاکٹر مشتاق مانگٹ: یہ فلڈ دو طرح کے ہیں ایک دریاؤں کا فلڈ ہوتا ہے جس کو کنٹرول کرنا آسان ہوتا ہے کیونکہ اس کے بارے میں پہلے سے معلومات مل جاتی ہیں اور پھر احتیاطی تدابیر اختیار کی جا سکتی ہیں۔ دوسرا فلڈ بارشوں کی وجہ سے آتا ہے جسے ہم فلیش فلڈ کہہ سکتے ہیں۔ موجودہ فلڈ بھی بارشوں کی وجہ سے آیا۔ چونکہ بڑے بڑے پہاڑ ہیں، ان کے اوپر جب بارشیں ہوتی ہیں تو بڑی تیزی سے پانی نیچے آتا ہے اور میدانی علاقوں میں سیلاب کا باعث بنتا ہے۔ بارشوں کا سیلاب غیر متوقع ہوتا ہے کیونکہ کچھ پتا نہیں ہوتا کہ کب کتنی بارش ہونی ہے اور اس کے نتیجے میں کتنا سیلاب آئے گا۔ بہرحال اس فلڈ کا پہلا نقصان حسن آباد (ہنزہ) کا پل تھا جو گر گیا وہاں ہم نے خیمہ بستی بسائی۔ اس حوالے سے فی الحال ریسکیو اور ریلیف پر کام ہو رہا ہے، ابھی ہم rehabilitation کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے کیونکہ ابھی ستمبر کا پورا مہینہ مون سون کا ہے اور جب تک یہ بارشیں ہیں اس وقت تک صرف ریسکیو اور ریلیف پر ہی کام ہوگا۔ ہمارا پہلا کام ریسکیو کا ہے اس میں ہمارے پاس کشتیاں، موٹر کشتیاں وغیرہ ہیں۔ اس وقت تقریباً دو تہائی پاکستان ڈوبا ہوا ہے۔ تقریباً ایک سو پچاس اضلاع میں ہماری ٹیمیں موجود ہیں۔

ہمارے لوگوں کی تعداد تقریباً بیس پچیس ہزار کے قریب ہے جو اس کام میں سرگرم ہیں۔ اس وقت سب سے بڑا مسئلہ متاثرین کو نکال کر شیلٹر میں لانا ہے تاکہ وہ اپنا سامان بچا سکیں۔ یہ معاملہ مشکل ہے کیونکہ اس میں نفسیاتی مسائل ہیں لوگ اپنا محلہ اور علاقہ نہیں چھوڑنا چاہتے کیونکہ انہیں اپنی چیزیں اور گھر کی فکر زیادہ ہے۔ چنانچہ ہر آدمی یہی سوچتا ہے کہ میں اپنے گھر کے قریب ہی کسی اونچی جگہ پر چلا جاؤں اور وہاں سے اپنے سامان اور گھر کی نگرانی کرتا رہوں۔ اس لیے پھر ہم لوگوں کے علاقوں میں ہی ٹینٹ ویلیج لگاتے ہیں تاکہ جب حالات ٹھیک ہوں تو وہ اپنے ٹینٹ ساتھ لے جائیں گے۔ اس میں ہم ٹینٹ، ترپال، چٹائیاں وغیرہ فراہم کرتے ہیں۔ دوسرے لیول پر کھانا ہے۔ کھانے میں ہم دو طرح کے کام کر رہے ہیں۔ ایک دو وقت کا پکا ہوا کھانا بھی دے رہے ہیں۔ یعنی روزانہ کھانا پکانا اور ان لوگوں میں جا کر تقسیم کرنا جہاں کچھ پتا نہیں کہ لوگوں کی تعداد کتنی ہے کیونکہ متاثرین کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے۔ پھر جہاں ممکن ہوتا ہے وہاں ہم لوگوں کو خشک راشن بھی دیتے ہیں۔ تیسرا اہم کام میڈیکل کی سہولت کی فراہمی ہے کیونکہ سیلاب کی وجہ سے وبائیں بھی بہت پھیلتی ہیں۔ وہاں دو طرح کی بیماریاں پھیل رہی ہیں ایک گیسٹو اور پیٹ سے متعلق بیماریاں۔ دوسری الرجی یعنی جلد کی بیماریاں۔ پھر بدقسمتی سے سانپ، بچھو اور دوسرے زہریلے حشرات سیلاب کی وجہ سے باہر نکل آتے ہیں اور آبادیوں کو متاثر کرتے ہیں۔ اس کے لیے ویکسینز کی ضرورت ہوتی ہے جو ہمیں فراہم کرنی پڑتی ہیں تاکہ سانپ اگر کاٹ دے تو فوری اس کا علاج ہو سکے۔ پھر ان متاثرین کو برتن وغیرہ بھی چاہیے ہوتے ہیں وہ بھی ہم فراہم کرتے ہیں۔

سوال: آپ تریاق ویلفیئر آرگنائزیشن چلا رہے ہیں آپ کی سرگرمیاں کیا ہیں؟

عامر سعید بھٹی: اس وقت ہم نے خشک راشن کو فوکس کیا ہوا ہے۔ جہاں جہاں الخدمت فاؤنڈیشن راشن دے رہی ہے ان جگہوں کے علاوہ جہاں ابھی راشن نہیں پہنچ پایا وہاں ہم راشن پہنچا رہے ہیں۔ اس میں انرجی بسکٹ شامل ہیں، ہمارے ساتھ کچھ کمپنیز جڑ گئی ہیں وہ ہمیں یہ بسکٹ ریگولر دے رہی ہیں۔ اس کے علاوہ چنے، دال، چاول اور دیگر راشن شامل ہے۔ پھر اس کے ساتھ ہم کھجور دے رہے ہیں تاکہ باڈی کی جو ریکوائرمنٹ ہے اس کو بھی پورا کیا جائے۔ اللہ کا شکر ہے ہم راجن پور اور اس کے اردگرد تین چھوٹے چھوٹے گاؤں میں خدمت کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ تونسہ شریف کے پاس کے علاقوں میں بھی ہمارے کیمپس لگے ہوئے ہیں۔ نوشہرہ میں بھی ہماری سرگرمیاں ہیں۔ پھر پہلی دفعہ لاڑکانہ اور سندھ میں جانے اور کام کرنے کا اتفاق ہوا۔ کل پہلی راشن کی تقسیم سوات سے اوپر علاقے میں ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے 1992ء سے اس خدمت میں ڈالا ہے۔ اس وجہ سے لوکل آرگنائزیشنز کے ساتھ ہمارا تعلق رہتا ہے کیونکہ ان کے بغیر ہم چل ہی نہیں سکتے۔ یعنی لوکل برادری اور تنظیم کو اپنے ساتھ شامل کر کے اس کام کو آگے لے کر چل رہے ہیں۔ ہمارے ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ خشک راشن میں کم سے کم پیناڈول اور او آر ایس کو بھی شامل کریں تو ہم نے وہ بھی شامل کیا۔ پھر وہاں جوتوں کی بہت بڑی کمی ہے۔ چنانچہ شوفیکٹری والوں نے ہمیں لیڈیز، جینٹس اور بچوں کے لیے تقریباً دس ہزار جوڑے جوتوں کے دیے ہیں۔ وہ بھی ہم ہر ایک راشن پیک کے ساتھ دے رہے ہیں۔ ہمارا ٹارگٹ ہے کہ ایک ماہ میں تقریباً پندرہ ہزار خاندانوں کو راشن مہیا کریں۔ چونکہ یہاں سے سامان لے جانا مشکل ہے اس لیے راجن پور اور تونسہ کے لیے ہم نے ملتان میں اپنا بیس کیمپ لگایا ہوا ہے وہاں سے سپلائی چین ہے۔ کیونکہ وہاں سے بہت سی اچھی کمپنیز ہمارے ساتھ جڑی ہوئی ہیں۔ اس کے بعد ہمارا ٹارگٹ ہے کہ جہاں پر اللہ تعالیٰ ہمیں خدمت کا موقع دے رہا ہے وہاں ہم متاثرین کو مستقبل طور پر سہولیات مہیا کریں۔ ان کے لیے میڈیکل، سکولز اور دوسری سہولیات کا پروگرام بنا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

> **پاکستان میں ڈیمز اور آبی ذخائر کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ جب تک ہم اس ضرورت کو پورا نہیں کریں گے تب تک اس طرح کے المیے ہوتے رہیں گے۔**

سوال: جو مخیر حضرات ہیں ان کو آپ کیا مشورہ دیں گے کیونکہ ہر کوئی متاثرین کے پاس پہنچنا چاہتا ہے اور ان کی مدد کرنا چاہتا ہے۔ کیا ایسے لوگ خود بخود ان کی مدد کریں یا آپ جیسی تنظیم کے ساتھ مل کر ان کی خدمت کریں؟

عامر سعید بھٹی: اپنی مدد آپ کے تحت کام کرنے میں مس مینجمنٹ کے مسائل جنم لیتے ہیں۔ اس لیے میں ایسے لوگوں کو مشورہ دوں گا کہ جو فلاحی تنظیم پہلے سے کام کر رہی ہیں ان کے ساتھ مل کر کام کریں جو جس فیلڈ کی صلاحیت رکھتا ہے وہ اس میں اس کو سپورٹ کرے اور جس پر آپ کا اعتماد ہے اس کے ساتھ جڑ جائے۔ پھر یہ کہ ان تنظیموں کو بھی لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے جو ان کے معاون بن سکیں۔ بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو اپنے ہاتھ سے لوگوں کی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو ہم ان کو اپنے ساتھ لے کر جاتے ہیں اور وہاں وہ اچھے جذبے کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ انفرادی طور پر کام کرنے والوں کی پہنچ صرف روڈ تک ہے چنانچہ وہ روڈ کی حد تک ہی سامان دے کر آ جاتے ہیں اور سمجھتے کہ شاید وہ سامان متاثرین کو ملنا شروع ہو گیا ہے لیکن اگر وہ ہمارے پاس آئیں گے تو ہم ان کو ان کے گھروں تک رسائی دے سکتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے پاس زیادہ معلومات ہیں۔

سوال: مخیر حضرات رفاہی اداروں کی کیسے معاونت کر سکتے ہیں؟ کون کون سے طریقے ہیں کہ ایک مخیر آدمی آپ کی مدد کرے تو آپ بہتر انداز میں کام کر سکتے ہیں؟

ڈاکٹر مشتاق مانگٹ: ابھی متاثرین کو جن چیزوں کی زیادہ ضرورت ہے ان پر فوکس کریں۔ کپڑے ان کو بعد میں ضرورت ہوں گے لیکن ابھی وہاں کپڑوں کے ڈھیر لگ گئے ہیں۔ اس وقت انہیں کھانا، دوائیوں اور بستروں کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب demand oricinted بنیں نہ کہ سپلائر بننے کی کوشش کریں۔ پھر بلوچستان میں اس وقت سردی شروع ہو چکی ہے، اگلے پندرہ بیس دن کے بعد بارش کی وجہ سے مزید سردی بڑھ جائے گی۔ اب وہاں ایشو یہ بن رہا ہے کہ اگر خواتین اور بچوں کو سردی سے نہ بچایا گیا تو پھر کیا ہوگا۔ پھر کیمپس کے ساتھ ٹائیلٹس کا بھی مسئلہ ہے۔ یعنی بڑی ہی کمپلیکس صورت حال ہے۔ میرے نقطہ نظر میں اس وقت تین بہت اہم ایشو ہیں۔ سب سے پہلے شیلٹر دینا ہے، اگر کسی کے پاس ٹینٹ یا چادریں ہیں تو وہ مہیا کرے۔ دوسرا خوراک کا مسئلہ ہے۔ کچن کا سارا سامان، جوتے وغیرہ سب اس میں آ جائیں گے۔ پھر پینے کا پانی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ تیسری بڑی ضرورت میڈیکل اور ادویات کی ہے۔ ایک دن میں میڈیکل کا خرچہ ایک لاکھ تک ہو جاتا ہے۔ روزانہ تقریباً چار، پانچ سو مریض آتے ہیں، ان کے لیے صرف چار ڈاکٹرز بہت کم ہیں۔ یہ صورت حال ایک بہت بڑے انسانی المیہ کو جنم دے رہی

ہے۔ اس سے نمٹنے کے لیے اجتماعی کوششوں کی ضرورت ہے، حکومت، اپوزیشن، فوج اور عوام سب کو مل کر کوشش کریں گے تو شاید مسئلہ سے نمٹ سکیں گے ورنہ بہت مشکل صورت حال ہے۔

سوال: سیاستدان بھی فنڈز جمع کرنے کا دعویٰ کر رہے ہیں عمران خان صاحب نے پانچ سو کروڑ جمع کر لیے ہیں۔ بلاول بھٹو زرداری کے ترجمان کی طرف سے یہ دعویٰ آیا ہے کہ ہم نے ایک کھرب تیس ارب روپے ایک گھنٹے میں یو این ممالک سے اکٹھا کر لیا ہے۔ کیا سیاسی جماعتوں کے ذریعے آنے والے یہ فنڈز منصفانہ انداز میں متاثرین تک پہنچ پائیں گے؟

رضاء الحق: اس وقت جو ابتدائی تخمینہ لگایا جا رہا ہے اس کے مطابق تقریباً دس ارب ڈالرز کے نقصانات کا خدشہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر سیلاب سے 67 فیصد علاقہ زیر آب ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ہمارا بنیادی انتظامی ڈھانچہ تباہ و برباد ہو چکا ہے۔ پھر مکان گر چکے ہیں، مویشی مر گئے ہیں اور فصلیں تباہ ہو چکی ہیں اس سے پورے ملک میں مہنگائی اور بے روزگاری میں کتنا اضافہ ہوگا اس کا اندازہ بھی ابھی نہیں لگایا جا سکتا۔ سیلاب کی وجہ سے بیماریاں جنم لیں گی اور ان سے نمٹنے کے لیے میڈیکل کا بہت خرچہ آئے گا اور دوائیاں مہنگی ہو جائیں گی۔ ہماری شرح نمو پہلے ہی کم ہو کر ساڑھے تین فیصد تک آ چکی تھی، ڈیفالٹ کے اوپر ہم پہلے ہی پہنچے ہوئے تھے لیکن آئی ایم ایف کی طرف سے قرضہ آ گیا۔ مختلف ممالک سے ایڈ بھی آئے گی اور مخیر حضرات کا چندہ بھی آ جائے گا۔ سیاستدانوں کی طرف سے بھی پیسہ جمع ہو جائے گا لیکن اس سارے پیسے کی تقسیم کیسے ہوگی؟ یہ اصل سوال ہے۔ 2005ء میں جب زلزلہ آیا تھا تو اس موقع پر بھی بہت پیسہ اکٹھا ہو گیا تھا لیکن اس کا بڑا حصہ کرپشن کی نذر ہو گیا۔ اس وقت بھی کرپشن کا خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے۔ پوری دنیا میں آفات آتی رہتی ہیں لیکن وہاں پر ڈیزاسٹر مینجمنٹ کے نظام موجود ہیں۔ قدرتی آفات آزمائش ہیں یا عذاب یہ الگ موضوع ہے لیکن ہمارے کرنے کا جو کام ہے وہ تو کرنا ہی ہے۔ کیا یہ صرف پرائیویٹ تنظیموں کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کی خدمت کریں؟ اگر سرکاری سطح پر اس کی سرپرستی نہیں کی جائے گی، امدادی کاموں میں مصروف لوگوں کی مدد نہیں کی جائے گی تو پھر صورت حال انسانی المیہ کی طرف جائے گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ صورت حال اس طرف نہ جائے اور حکومت بھی ہوش میں آئے اور سرکاری ادارے بھی اپنا فرض صحیح طریقے سے ادا کریں۔

سوال: سندھ میں مسلمانوں کے علاوہ اقلیتیں بھی ہیں۔ امدادی سرگرمیوں میں تنظیمیں اقلیتیوں کے ساتھ کیسا سلوک کر رہی ہیں؟

عامر سعید بھٹی: اس وقت وہاں ایمرجنسی کی صورت حال ہے۔ میرا نہیں خیال کہ کوئی بھی تنظیم وہاں امداد کرتے وقت کسی سے اس کا مذہب پوچھتی ہوگی۔ نہ ہم نے کسی سے پوچھا ہے۔ ابھی راجن پور کے علاقے میں اچھی خاصی تعداد اقلیتوں کی ہے، وہاں ہندو بہت بڑی تعداد میں ہیں ہم نے بڑھ چڑھ کر امداد وہاں پہنچائی ہے۔ اس وقت برابری کی سطح پر لوگوں کی مدد کی جا رہی ہے کیونکہ لوگوں کی جان بچانی اصل مقصد ہے۔ ابھی ڈونیشن اکٹھا کرنے کی بات ہو رہی تھی تو میں گزارش کروں گا کہ اگر یہ ڈونیشن صرف بیس فیصد انفراسٹرکچر پر لگا دی جائے تو متاثرین کو کافی سہولت مل جائے گی۔

سوال: ہمارے ہاں سیلاب آنے کی بڑی وجہ آبی ذخائر کا نہ ہونا ہے۔ کالاباغ ڈیم کے بارے میں بڑ ا پروپیگنڈا کیا جاتا تھا کہ اگر کالاباغ ڈیم بنا تو نوشہرہ ڈوب جائے گا۔ اب دو دفعہ نوشہرہ تو ڈوب گیا لیکن کالاباغ ڈیم پھر بھی نہیں بنا تو ایسے لوگوں سے کیا سوال کیا جائے؟

رضاء الحق: یہ اصل میں اپنے مخالفین کو نیچا دکھانے کے طریقے ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ کہ پاکستان میں تربیلا اور منگلا کے بعد کوئی ڈیم نہیں بنا بس فزیبلیٹیز بنتی رہیں۔ حالانکہ یہاں پر فوجی حکمران بھی آتے رہے اگر وہ چاہتے تو بڑے ڈیمز بنا سکتے تھے۔ انڈیا میں تین ہزار اور چین میں تیس ہزار کے قریب ڈیمز بن چکے ہیں کیونکہ انہوں نے واٹر مینجمنٹ کو اہمیت دی۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم سرکاری سطح پر اس کی پلاننگ نہیں کرتے اور پھر تنفیذ بھی نہیں کرتے۔ پھر کالاباغ ڈیم جیسے ایشوز سیاست کی نذر ہو جاتے ہیں۔ ہمارے انڈس واٹر کمیشن میں دو مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ ہمارے کمشنر ہمارا کیس لڑنے کی بجائے پیسہ لے کر انڈیا کا کیس لڑتے رہے اور پھر یہاں سے بھاگ گئے۔ جب تک ہم اپنا قبلہ درست نہیں کریں گے تو یہ ڈیمز بننے مشکل ہیں۔ پاکستان میں ڈیمز اور آبی ذخائر کی بہت ضرورت ہے۔ جب تک ہم اس ضرورت کو پوری نہیں کریں گے تب تک اس طرح کے المیے ہوتے رہیں گے۔

سوال: دکھی انسانیت کی خدمت کے حوالے سے آپ قوم کو کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

ڈاکٹر مشتاق مانگٹ: رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص کسی دوسرے شخص کی مصیبت اور مشکل دور کرنے میں لگا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت اور مشکل کو دور کرتا ہے۔ جو لوگ سیلابی علاقوں میں گئے ہیں ان کا مشاہدہ یہ ہے کہ وہاں پر چند گھنٹے گزارنا ممکن نہیں ہے۔ وہاں صورت حال بہت پریشان کن ہے۔ میں کہوں گا کہ جس کے پاس جتنی استعداد ہے وہ اس کے مطابق متاثرین کی امداد ضرور کرے۔ اللہ کے ہاں اس استعداد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اگر آپ متاثرین کا حال اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں تو آپ خود کہیں گے کہ اپنے پاس جو کچھ ہے اس کو بچا کر نہیں رکھنا چاہیے۔ یہ بھی ذہن میں رہے کہ یہ کوئی ایک ہفتے کا کام نہیں ہے اس میں مہینے لگ سکتے ہیں۔ جہاں تک انفراسٹرکچر کا معاملہ ہے تو بلوچستان میں انگریزی دور کے بنے ہوئے ڈیڑھ سو سال پرانے ٹنلز ابھی تک موجود ہیں لیکن ہماری حکومتوں نے جو پل بنائے تھے وہ اس سیلاب میں سارے ٹوٹ گئے ہیں۔ یعنی اتنے کمزور پل تھے۔ ایسی نااہلی پر آواز بلند ہونی چاہیے۔ کوئی ایسا کمیشن ہو جو اس کو چیک کرے۔ بہر حال خواص و عوام سے یہی اپیل ہے کہ بہت سے مجبور اور مصیبت زدہ لوگ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ اگر ہم نے ان کی مدد نہ کی تو اگلا معاشی بحران آئے گا جو ہم سب کے لیے زیادہ خطرناک ہوگا۔

عامر سعید بھٹی: میں نے جتنا دین کو پڑھا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت سے جو سیکھا ہے اس کے مطابق یہ سچ ہے کہ لوگوں کی مدد میں بہت بڑا انعام ہے۔ اس وقت مخیر حضرات کو زیادہ سے زیادہ امداد دینی چاہیے۔ جس کے پاس صلاحیتیں ہیں اس کو اپنی صلاحیتیں متاثرین کی مدد میں لگانی چاہئیں۔ جس کے پاس وقت ہے وہ اپنا وقت لگائے۔ جو لوگ زکوٰۃ دیتے ہیں ان کو چاہیے کہ وہ اس وقت دے دیں کیونکہ اس وقت دکھی انسانیت کو ضرورت ہے۔ بہر حال ہر صورت میں اور ہر ایک شخص اپنا حصہ نکالے۔ کپڑا، کھانا، برتن، جوتے جو کچھ بھی دے سکتا ہے وہ دے۔ ہماری تنظیم وہاں کام کرتی ہیں جس میں صلاحیت ہے وہ ہمارا بازو بنے۔

❀❀❀

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کی لاہور میں سرگرمیوں کی روداد

نعیم اختر عدنان (ناظم نشر واشاعت) حلقہ لاہور شرقی

تنظیم اسلامی پاکستان کے نئے امیر کی امارت کو دو سال کا عرصہ مکمل ہوگیا ہے۔ اس عرصہ کے دوران محترم شجاع الدین شیخ کی تنظیمی، تحریکی اور دعوتی وانتظامی صلاحیتوں کا پوری آب وتاب سے ظہور و بروقت ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ ''الحمدللہ علی ذالک'' تنظیم اسلامی پاکستان تنظیمی طور پر بیس حلقہ جات میں منقسم ہے۔ کراچی ملک عزیز کا سب سے بڑا شہر ہونے کے ناطے تین حلقہ جات میں تقسیم ہے تو لاہور شہر میں دو حلقہ جات لاہور شرقی اور لاہور غربی کے نام سے قائم ہیں۔ امیر تنظیم سالانہ بنیاد پر ہر حلقہ کا دورہ کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی سلسلے میں برزو جمعۃ المبارک 2 ستمبر سے 4 ستمبر 2022ء بروز اتوار تک کا نظام الاوقات حلقہ لاہور غربی کے لیے مختص ہوا۔ قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن لاہور میں خطابِ جمعہ سے امیر محترم کی گونا گوں مصروفیات کا آغاز ہوا۔

خطابِ جمعہ کا موضوع ''بارش اور سیلاب کی تباہ کاریوں اور بحالی کی کوششوں میں تنظیم اسلامی کا مؤقف اور حصہ'' کے موضوع کے علاوہ پہلے سے جاری ''انسدادِ سود مہم'' کی تفصیلات پر مشتمل تھا۔ شام 6 بجے حلقہ لاہور غربی ہی کے زیر اہتمام پرائم میرج ہال میں ''سود کی تباہ کاریاں' اور اُس کے ثمرات'' کے موضوع پر منعقدہ سیمینار میں شرکت اور خطاب کیا۔ سیمینار کا آغاز قرآنِ مجید کی آیاتِ مبارکہ کی تلاوت سے ہوا۔ یہ سعادت جناب حافظ مختار احمد نے حاصل کی۔ بطور سٹیج سیکرٹری سید فاروق گیلانی نے فرائض منصبی خوش اسلوبی سے ادا کیے۔ مرد حضرات کے علاوہ خواتین کے لیے بھی علیحدہ انتظام موجود تھا۔ سیمینار سے عبدالہادی میمن، محترم عاطف وحید اور امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ نے خطاب فرمایا۔ اس سیمینار میں خطابات کا جو پریس ریلیز تیار کیا گیا۔ وہ کچھ یوں تھا......... سیمینار کا اختتام امیر محترم کی مختصر مگر جامع دُعا سے ہوا۔ بعد ازاں نماز عشاء باجماعت ادا کی گئی۔ ہال میں ''تنظیمی کتب'' پر مشتمل خوبصورت انداز میں اور سلیقہ سے سٹال لگایا گیا تھا۔ اس سیمینار کا آخری ایونٹ انتظامی ذمہ داری ادا کرنے والے رفقاء کے ساتھ امیر محترم کے لیے عشائیے کا اہتمام تھا۔ یوں جمعۃ المبارک کی یہ سرگرمی تکمیل پذیر ہوئی۔ 3 ستمبر بروز ہفتہ صبح ساڑھے آٹھ بجے پروگرام ''کلیۃ القرآن'' میں طلبہ سے ملاقات، سوال وجواب اور مختصر خطاب پر مشتمل تھا۔

حسب روایت پروگرام کا آغاز حافظ علی شان کی تلاوت سے ہوا۔ بعد ازاں کالج پرنسپل جناب ریاض اسماعیل نے کلیۃ القرآن کا مختصراً مگر جامع انداز سے تعارف پیش کیا۔ سٹیج پر صدر انجمن خدام القرآن، لاہور جناب ڈاکٹر عارف رشید بھی رونق افروز تھے۔ اس وقت ادارہ میں 140 طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ درجہ اولیٰ سے دورۂ حدیث تک آٹھ سالہ درس نظامی کورس پڑھایا جاتا ہے۔ ایم اے تک عصری اور جدید تعلیم کا بھی اہتمام ہے۔ دینی علوم اور عصری تعلیم کے حامل بائیس اساتذہ کرام طلبہ کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کر رہے ہیں۔

پرنسپل صاحب نے بتایا کہ ادارہ کا نتیجہ سو فیصد رہا ہے۔ 80% طلبہ مقیم ہیں۔ ادارہ میں زیر تعلیم طلبہ کا تعلق پورے ملک سے ہے۔ مولانا فیاض نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض ادا کیے۔ محترم شجاع الدین شیخ نے طلبہ کو سوال کرنے کی دعوت دی۔ طلبہ کی طرف سے سوالات کے احسن اور دلچسپ انداز سے جواب دیئے۔ ڈاکٹر عارف رشید ابن ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے امیر تنظیم، کالج اساتذہ اور طلبہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مختصراً گفتگو کی۔ محترم شجاع الدین شیخ نے طلبہ سے اپنے خطاب میں کہا کہ آپ لوگوں کی خوش قسمتی اور خوش بختی ہے کہ آپ دینی اور عصری تعلیم کے امتزاج کے حامل ادارہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ دین حق پر قائم رہنا اور اس کا ابلاغ کرنا ایک مشکل کام ہے۔ ایک بندۂ مومن کے لیے پہلا تقاضا خود دین کے جملہ تقاضوں پر عمل پیرا ہونا ہے۔ باطل نظام کے خاتمہ کی جدوجہد ہی سے دینی فرائض کے جملہ تقاضے پورے کیے جا سکتے ہیں۔ تنظیم اسلامی کے امیر کے دعائیہ کلمات سے اس تقریب کا اختتام ہوا۔

کلیۃ القرآن کی تقریب کے بعد قرآن اکیڈمی لاہور میں منعقدہ علماء کے اجلاس میں شرکت کے لیے امیر حلقہ لاہور غربی محترم فاروق احمد اور پرویز اقبال کے ہمراہ قرآن اکیڈمی میں قائم حافظ احمد یار لائبریری پہنچے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور رفقاء کی پُر خلوص کوششوں کی بدولت لاہور غربی کے حلقہ اثر اور رابطے میں موجود ہیں۔ تعارفی نشست کے آغاز سے پہلے امیر تنظیم محترم شجاع الدین شیخ نے اس ملاقات کے اغراض ومقاصد پر روشنی ڈالی اور شریک مجلس وفضلاء کی تشریف آوری پر خصوصی طور پر اظہار تشکر کیا۔ امیر محترم نے تنظیم اسلامی کے بانی امیر ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا علماء سے ربط وضبط بھی واضح کیا۔ سابق امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کے دورِ امارت میں علمائے کرام سے ملاقاتوں اور رابطوں میں قابل قدر اضافہ کا بطورِ خاص ذکر کیا۔ امیر تنظیم نے تنظیم اسلامی کی جانب سے حالیہ ''انسدادِ سود مہم'' کا پس منظر بھی بیان کیا اور اِس مہم میں علمائے کرام اور خطیب حضرات کے خصوصی تعاون کا بھی خیر مقدم کیا۔ تقریب میں ملک کے تینوں مکاتب فکر کے جید علماء نے شرکت کی۔ قاری محمد حنیف سومرو نے امیر محترم کے اپنے بیٹے محمد یحییٰ کا ''ایم فل'' مقالہ بھی پیش کیا۔ یہ مقالہ ڈاکٹر اسرار احمد کی تفسیر بیان القرآن کے مباحث سیرت کا تحقیق وتجزیاتی جائزہ (تخصیص سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے موضوع کا

احاطہ کرتا ہے۔نگران مقالہ سے وابستہ ہیں۔اس پر وقار، بامقصد اور اہمیت کی حامل تقریب کا اختتام ظہرانہ کے ساتھ ہوا۔علماء کی خدمت میں ڈاکٹر اسرار احمد کی کتب عاطف وحید کے کتابچے انسدادِ سود کی کوششوں کی تاریخ پر مبنی سیٹ پیش کیا گیا۔محترم پرویز اقبال، راقم امیر تنظیم کے ہمراہ ’’شعبہ سمع و بصر‘‘ پہنچے۔شعبہ کے انچارج جناب آصف حمید نے گرم جوشی سے استقبال کیا۔نمازِ ظہر کی ادائیگی کے بعد ’’امیر سے ملاقات‘‘ رفقاء واحباب کے سوالات کے جوابات کے سلسلہ کا پروگرام جناب آصف حمید کی میزبانی میں ریکارڈ ہوا۔اس دوران ہم بھی حاضر تھے وہاں کی حیثیت سے موجود تھے۔ریکارڈنگ سے فراغت کے بعد امیر تنظیم نے ناظم شعبہ سمع و بصر کے دفتر ہی میں چند لمحوں کے لیے آرام کیا اور پھر سے قرآن اکیڈمی کی جانب روانہ ہو گئے۔

قرآن اکیڈمی کے خواتین ہال میں حلقہ لاہور غربی کے ذمہ دار حضرات کے ساتھ امیر تنظیم کی ملاقات، ذمہ دار حضرات کا تعارف اور سوالات و جوابات کی نشست ہوئی۔امیر حلقہ جناب فاروق صاحب نے حلقہ کی تناظیم کا تعارف کرایا۔اُمرائے تناظیم اور دیگر ذمہ دار حضرات کے علاوہ نقباءِ اُسرہ جات کا تعارف بھی ہوا۔یہ بھر پور نشست نمازِ مغرب تک جاری رہی۔بعد از ادائیگی نمازِ مغرب حلقہ لاہور غربی کے عام رفقاء بھی اپنے ذمہ دار حضرات کے ساتھ شامل پروگرام ہو گئے۔شیخو پورہ میں قائم دو تنظیموں کے ذمہ دار حضرات اپنے رفقاء کے ہمراہ اس نشست میں شامل تھے۔امیر تنظیم نے رفقاء کے سوالات کے تسلی بخش جوابات دیئے۔ذمہ دار حضرات اور رفقاء کو ضروری نصیحتیں اور تنظیم بلکہ اقامت دین کی جدوجہد کے تقاضوں کے حوالے سے بھی ضروری اُمور کی جانب توجہ دلائی۔تنظیم اسلامی کے قافلہ کے ہر ساتھی کو خود اپنا جائزہ بھی لینا ہے اور خود احتسابی کا فرض بھی خود ہی ادا کرنا ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم سب دین اور دینی جدوجہد پر مشتمل کاموں کو ترجیح دیں۔حلقہ میں نئے شامل ہونے والے رفقاء کو خوش آمدید کہتے ہوئے اُن کی شمولیت کا خیر مقدم کیا گیا۔ملتزم اور مبتدی کے علاوہ نئے رفقاء سے الگ الگ بیعت کے تقاضے کو پورا کرنے کے بعد امیر تنظیم نے رفقاء سے کہا کہ تنظیم اسلامی کے بنیادی فکر اور لائحہ عمل پر توجہ مرکوز رکھیں اور ہر رفیق تنظیم دس مطلوبہ بنیادی اور احسان اسلام سرکلر، سہ ماہی، ششماہی رپورٹس، اُسرہ جات حلقہ دروسِ قرآنی، گھریلو اُسرہ سمیت انفاق فی سبیل اللہ کی جانب خصوصی توجہ مبذول کروائی گئی۔بروز اتوار مرکز تنظیم اسلامی چوہنگ میں منعقد ہونے والی توسیعی مشاورت اور نمازِ ظہر کے بعد مرکز ہی کی مسجد میں قرآن مجید کے حقوق کے موضوع پر ہونے والے پروگراموں کی رفقاء کو یاددہانی کے ساتھ کچھ دیگر اعلانات کے ساتھ رفقاء کے لیے عشائیہ میں شرکت کی۔تاکید بھی کی گئی آج کے بھرپور پروگراموں کے سلسلے کی یہ آخری کڑی تھی جو اللہ کے فضل وعنایت سے تکمیل پذیر ہوئی۔

4 ستمبر کو صبح 9 بجے مرکز تنظیم اسلامی ’’دارالاسلام‘‘ میں تنظیم اسلامی کے رفقاء کے لیے ’’توسیعی مشاورت‘‘ کے نام سے ایک منفرد اور غیر معمولی نشست کا انعقاد ہوا۔اس نشست کا مقصود و مطلوب رفقاء کو یہ موقع فراہم کرنا ہوتا ہے کہ وہ امیر تنظیم کا ذاتی طور پر ’’محاسبہ‘‘ کر سکتے ہیں۔انہیں ’’بول کہ لب آزاد ہیں تیرے‘‘ کے مصداق ضروری آداب و قواعد کے تحت مکمل طور پر اظہار خیال کی آزادی حاصل ہوتی ہے۔علاوہ ازیں تجاویز مشورہ اور تنقید کا حامل یہ پروگرام اپنی مثال آپ کا نقشہ پیش کرتا ہے۔’’توسیعی مشاورت‘‘ کی نشست میں بیس سے زائد رفقاء نے شرکت کی۔اظہارِ خیال کرنے والے رفقاء کی تعداد نصف سے زائد تھی۔انتہائی خوشگوار پُرسکون ماحول میں امیر تنظیم اسلامی سمیت نائب امیر، معتمد تنظیم، جناب ناظم اعلیٰ نے بھی اس پروگرام میں شرکت کی۔امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کی شخصیت بلاشبہ و بلا مبالغہ علامہ اقبالؒ کے ان اشعار کا مصداق کامل نظر آتی ہے۔اقبال فرماتے ہیں ؎

نرم دمِ گفتگو ، گرم دمِ جستجو
رزم ہو یا بزم ہو ، پاک دل و پاک باز
نقطۂ پرکارِ حق ، مردِ خدا کا یقیں
اور یہ عالم تمام وہم و طلسم و مجاز

دیگر رفقاء کے علاوہ راقم السطور کو بھی اظہار خیال کے مکمل اور بھرپور آزادی عطا کی گئی۔الحمدللہ شجاع الدین شیخ کی امارت تنظیم کا منصب جلیلہ سنبھالنے کے بعد دیگر ہزاروں رفقاء کی طرح ناچیز کے دینی وتحریکی جذبات کی جدت وشدت میں مزید اضافہ ہوا۔

امیر تنظیم اسلامی نے توسیعی مشاورت کے بعد رفقاء سے مختصر خطاب میں فرمایا۔ ہماری اجتماعیت مشاورت کے اسلامی اصولوں پر قائم ہے۔قبل ازیں توسیعی مشاورت کا اجلاس سال میں ایک مرتبہ صرف لاہور ہی میں منعقد ہوتا تھا مگر اب کراچی اور اسلام آباد میں بھی اس کے انعقاد کا فیصلہ ہوا ہے۔ہم سب تنظیمی ساتھی ہیں۔رفقاء کی طرف سے پیش کردہ تجاویز، مشوروں، تبصروں اشکالات اعتراضات کا بغور اور تفصیلی جائزہ لیا جاتا ہے اور متعلقہ نظم اور مجوزہ اقدامات بھی تجویز کرتا ہے جس کی روشنی میں عملی اقدامات اُٹھائے جاتے ہیں۔اُنہوں نے کہا کہ مختلف جگہ پر (تھنک ٹینک) مخزان فکری کے عنوان کے قائم کئے گئے ہیں۔جن کے ذریعے عالمی، علاقائی اور دیگر اُمور کے بارے میں آگہی حاصل کی جاتی ہے۔امیر تنظیم نے رفقاء کو نصیحت کی وہ سوشل میڈیا کا استعمال شرعی حدود و قیود کے اندر رہتے ہوئے کریں۔محترم امیر تنظیم نے یہ بھی کہا کہ مشورہ اور تجاویز کا بروقت موقع موجود رہتا ہے۔اُنہوں نے توازن واعتادل پر مبنی کردار و گفتار کے حامل رویے کو اختیار کرنے کی ضرورت کو اجاگر کیا اور فرمایا، تنظیم اسلامی کے قافلہ میں شریک ہر ساتھی کو پیش نظر کام پر زیادہ سے زیادہ توجہ مبذول کرنی چاہیے۔دعائیہ کلمات پر اس تقریب کا اختتام ہوا۔

❁❁❁

ہماری ویب سائٹ

www.tanzeem.org

پر ملاحظہ کیجیے:

☆ تنظیم اسلامی کا تعارف
☆ بانیٔ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا مکمل دورۂ ترجمۂ قرآن
☆ بانیٔ تنظیم اسلامی اور امیر تنظیم اسلامی کے مختلف خطابات
☆ تلاوتِ قرآن' دروسِ قرآن' دروسِ حدیث اور خطاباتِ جمعہ
☆ صحیح بخاری' صحیح مسلم' موطا امام مالک اور اربعین نوویؒ کے تراجم
☆ میثاق' حکمت قرآن اور ندائے خلافت کے تازہ اور سابقہ شمارے
☆ اردو اور انگریزی کتابیں
☆ آڈیو/ویڈیو کیسٹس/سی ڈیز اور مطبوعات کی مکمل فہرست

امیرِ محترم شجاع الدین شیخ کا سالانہ دورہ حلقہ سرگودھا

مورخہ 19 اگست 2022ء بروز جمعۃ المبارک نمازِ مغرب سے قبل امیر محترم حفظہ اللہ محترم پرویز اقبال نائب ناظم اعلیٰ شرقی زون کے ہمراہ حلقہ سرگودھا کے سالانہ تنظیمی دورے پر تشریف لائے۔ نائب امیر حلقہ ڈاکٹر جاوید اقبال نے اپنی رہائش گاہ پر امیر محترم حفظہ اللہ کو خوش آمدید کہا۔ جہاں اُن کے ساتھ امیرِ حلقہ بھی پہلے سے موجود تھے۔ امیر محترم نمازِ مغرب اور چائے وغیرہ سے فراغت کے بعد امیرِ حلقہ کے ہمراہ جامع مسجد حنفیہ 18 بلاک سرگودھا پہنچے، جہاں موضوع ''سود کی سیاہ کاریاں'' پر خطاب کیا جانا تھا۔ اشاعت التوحید والسنہ کے ڈویژنل صدر مولانا عبدلکریم اور مسجد کے خطیب مولانا عمر فاروق نے امیر محترم کا استقبال کیا۔ مسجد کا ہال شرکاء سے فُل تھا۔ مولانا عبدلکریم نے شرکاء تنظیم اسلامی اور تنظیم کی جاری انسدادِ سود مہم کا تعارف پیش کیا اور امیر محترم کو خطاب کی دعوت دی۔ امیر محترم کا خطاب رات 8:15 پر شروع ہوا۔ امیر محترم نے سب سے پہلے پروگرام کے منتظمین کا شکریہ ادا کیا اور انسدادِ سود مہم کے حوالے سے تنظیم کی طرف سے اب تک کی جانے والی کوششوں اور اب تک ہونے والی عدالتی کارروائیوں کا ذکر کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ اب یہ عوام اور علماء کرام کی ذمہ داری ہے کہ وہ حکومت پر سود کے خاتمے کے لیے پریشر ڈالیں۔ شرکاء نے خطاب کو بہت سراہا۔ پروگرام کے اختتام پر مسجد سے باہر تنظیم کا مکتبہ بھی لگایا گیا تھا۔ تمام شرکاء میں انسدادِ سود کا سہ ورقہ بروشر بھی تقسیم کیا گیا۔ اگلے روز بروز ہفتہ امیر محترم نے ناشتہ ناظم مالیات حلقہ ثاقب قریشی کی رہائش گاہ پر کیا۔ انہوں نے حلقہ معاونین کو بھی مدعو کیا تھا۔ ناشتے کے بعد منفرد اسرہ چک 90 جنوبی سرگودھا روانہ ہوئے جہاں عثمان اکرم گل نقیب منفرد اسرہ اور اُن کے رفقاء نے امیر محترم حفظہ اللہ او دیگر شرکاء کا والہانہ استقبال کیا۔ تلاوتِ قرآن حکیم کے بعد 9:00 بجے کے قریب خطاب شروع ہوا، جس میں ''مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق'' بیان فرماتے ہوئے تنظیم کی انسدادِ سود مہم کا بھی تفصیلی تعارف شرکاء کے سامنے رکھا اور ہماری ذمہ داریوں کو بیان فرمایا۔ پروگرام میں دو ہزار کے لگ بھگ عوام الناس جن میں علاقے کے سرکردہ اور دینی شخصیات بھی شامل تھیں۔ تمام شرکاء میں انسدادِ سود کا سہ ورقہ بروشر تقسیم کیا گیا۔ دن 11:00 بجے امیر محترم مسجد جامع القرآن سرگودھا پہنچے جہاں سرگودھا کے تمام مکاتبِ فکر کے قائدین، دینی و سیاسی جماعتوں کی مقامی قائدین سے امیر محترم کی ملاقات طے تھی۔ مسجد ہذا میں مقبول حسین صدر انجمن خدام القرآن، عبدلخالق نائب صدر انجمن خدام القرآن اور ملک افضل اعوان وغیرہ نے امیر محترم اور دیگر مہمانوں جن کی تعداد 25 تھی، کا استقبال کیا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن حکیم سے ہوا۔ امیر حلقہ نے شرکاء کا امیرِ محترم سے تعارف کروایا امیر محترم نے تمام شرکاء کی آمد کا شکریہ ادا کیا اور ان تک انسدادِ سود کے حوالے سے کی جانے والی کوششوں اور عدالتی کارروائیوں کا ذکر فرماتے ہوئے کہا کہ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے باوجود حکومت اس فیصلے پر عملدرآمد کے لیے آمادہ نہیں ہے جس طرح علماء نے قادیانیت اور غیر اسلامی بلوں کے خلاف تحریک چلائی اسی طرز پر سود کے خلاف بھی ایک بھرپور تحریک چلانے کی ضرورت ہے۔ تمام مکاتبِ فکر کے موجود علماء کرام نے اپنے اپنے مختصر بیانات میں امیرِ محترم کے بیانیئے کی بھرپور تائید فرمائی۔ اپنے تعاون کی یقین دہانی کرائی اور تنظیم کے کام کو سراہتے ہوئے مقامی سطح پر مشترکہ لائحہ عمل بنانے کے لیے متحدہ علماء کونسل کا اجلاس بلائے جانے پر اتفاق ہوا۔ آخر میں مفتی طاہر مسعود (رئیس جامع مفتاح العلوم) نے دعا کروائی۔ تمام شرکاء کی خدمت میں تنظیمی کتب کا ایک سیٹ ہدیہ کیا گیا۔ ظہرانے سے فراغت کے بعد امیر محترم اور امیر حلقہ نے تمام شرکاء کو رخصت فرمایا اور نمازِ ظہر کی ادائیگی کے بعد ڈاکٹر جاوید اقبال کی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔ جہاں کچھ دیر آرام اور نمازِ عصر کی ادائیگی کے بعد امیر محترم، نائب ناظم اعلیٰ، امیر حلقہ اور ڈاکٹر جاوید اقبال صاحبان جوہر آباد کے لیے روانہ ہوئے۔ جہاں بعد نماز مغرب ریڈر کالج جوہر آباد میں موضوع" موجودہ حالات میں راہِ نجات" پر خطاب فرمایا۔ وقت مقررہ پر امیر محترم نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ راہ نجات ایک ہی ہے، ہمیں اپنے اللہ کی طرف لوٹنا ہے۔ آج کے دور میں مسلمان پوری دنیا میں ذلیل وخوار ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ اللہ کی طرف سے جو ذمہ داریاں مسلمانوں پر عائد تھیں۔ انہوں نے بنی اسرائیل کی طرح ان کو پورا نہیں کیا اور آج پوری دنیا میں ذلیل وخوار ہو رہے ہیں۔ اس سب مسائل کا ایک ہی حل ہے کہ دین اسلام کو غالب و نافذ کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ آج حکومتی سطح پر سودی نظام قائم ہے۔ ملکی بجٹ کا پیشتر حصہ سود کی ادائیگی میں چلا جاتا ہے۔ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے باوجود حکومت اس فیصلے پر عملدرآمد کے لیے آمادہ نہیں ہے۔ تنظیم اسلامی انسدادِ سود کے حوالے سے مہم چلا رہی ہے، ہم سب پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ مل کر اس کے خلاف آواز بلند کریں۔

آخر میں امیر محترم نے دعا کروائی۔ کھانے اور نمازِ عشاء کی ادائیگی کے بعد امیر محترم نے ریڈر کالج میں ہی قیام فرمایا۔ اگلی صبح بروز اتوار نماز فجر کی امامت فرمائی اور سورۃ التوبہ کی آیات 111 تا 112 کا درس دیا۔ ناشتے کے بعد صبح 8:00 بجے امیر محترم نے حلقہ کے رفقاء سے ملاقات فرمائی۔ پروکرام کے آغاز میں عبدالرحمٰن نے تلاوت قرآن وترجمہ پیش کیا۔ مطالعہ حدیث عثمان اکرم گل نے کرایا۔ امیر حلقہ نے حلقہ کے نظم کا تعارف پیش کیا پھر ایک سال کے دوران حلقہ میں نئے شامل رفقاء کا تعارف کروایا۔ رفقاء کو سوالات کے لیے پیپرز اور پین مہیا کر دیئے گے تاکہ وہ اپنے سوالات تحریراً امیر محترم کو پیش کر سکیں۔ سوالات موصول ہونے پر امیر محترم نے ان کے تفصیلی جوابات دیئے۔ اس کے بعد مبتدی وملتزم رفقاء نے امیر محترم کے ہاتھ پر بیعت مسنونہ کی۔ دن 10 بجے تک رفقاء کے ساتھ بھرپور نشست رہی۔ چائے کے وقفے کے بعد حلقہ کے ذمہ داران کے ساتھ ملاقات رہی جس میں امیر محترم نے حلقہ کے گزشتہ پروگراموں کے کامیاب انعقاد پر رفقاء کی تحسین فرمائی۔ ذمہ داران کے سوالات کے جوابات دیئے اور اس بات پر زور دیا کہ ہمیں اپنے اسروں پر محنت کی ضرورت ہے، حلقہ قرآنی کو مضبوط کرنے کے ساتھ ساتھ گھریلو اسرہ کے قیام پر بھی زور دیا۔ آخر میں امیر محترم نے دعا فرماتے ہوئے کہا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہماری کوتاہیوں کو معاف فرمائے اور ہماری اس سعی کو اپنی بارگاہ میں منظور و مقبول فرمائے۔ اس کے بعد جوہر آباد میں البرکہ ہال جہاں خواتین کا دینی ادارہ نور القرآن ہے وہاں خواتین سے بذریعہ ملٹی میڈیا موضوع ''خواتین کی دینی ذمہ داریوں'' پر خطاب فرمایا۔ جس میں فرمایا کہ خواتین کا اصل میدان اُن کا گھر اور ان کے بچے ہیں، جن کی تربیت کر کے انہوں نے نئی نسل تیار کرنی ہے۔ خطاب کے ساتھ ہی امیر محترم کا دورہ سرگودھا اختتام پذیر ہوا۔ امیر محترم نائب ناظم اعلیٰ کے ہمراہ واپسی کے لیے سرگودھا سے دن 12:30 بجے روانہ ہوگئے۔ (رپورٹ: ناظم نشر واشاعت حلقہ سرگودھا)

Helicopter rides, photo-ops and concert-styled rallies amidst worst flood disaster in Pakistan!

While the people of Pakistan are reeling from the worst flood disaster in living memory, politicians take helicopter rides, indulge in photo-ops and hold concert-styled rallies.Their callousness is mindboggling. They offer little help apart from issuing vacuous statements in front of television cameras.

Official figures of death and damage are nowhere near the actual scale of destruction. The National Disaster Management Authority (NDMA) said on September 6 that over 1,500 people had died in the floods, mostly children, while hundreds had been left injured."Over 5,000km of roads, 200 bridges, 1.4 million houses and 700,000 livestock have been washed away," according to NDMA.

Many remote villages have still not been reached where people are stranded. How many have died there is difficult to tell. Many of these villages are mud houses that collapsed amid rising waters. The poor villagers' children, women and cattle have been washed away by floods.

Amid this massive disaster, top political and 'other' leaders have been seen dropping a few food packages from helicopters for cameras. Following that photo-op, their helicopters that did not touch down, flew away for a photo-op session at another location.

Female politicians have been seen visiting a carefully select group of women. The amount of money spend on their personal grooming and protocol could have fed at least a hundred families.

An ex-PM, who claims to be the most popular political leader of the country, is busy in slandering anyone and everyone, in concert-styled political rallies on an almost daily basis. How cynical can they get?

All four provinces of the country have been affected but Sindh and Balochistan are most severely affected because they are downstream.

The politicians' criminal conduct, especially in Sindh has also caused the destruction of hundreds of villages with the resultant deaths of innocents. It has been reported that the political elite of the province has ordered local authorities to breach barrages to divert water toward villages in order to protect their lands from flooding.Trucks carrying relief goods donated by people have been attacked and their goods snatched by 'official' goons.

Both in South Punjab and Sindh province, standing crops have been destroyed.With 60% of the country under water and 35 million people affected, it will take decades if not more to recover.

The Meteorological department had warned the government three months ago about the monsoon rains and the resultant flooding.Far from taking any preventative measures, the regime and its opposition is indulged in dirty politics.

The only ray of hope, perhaps, is that the disaster and crisis has brought out the best in most of the ordinary Pakistanis. The role of religious charity organizations for the rescue,

relief and rehabilitation of the afflicted has been commendable.

Some religious and secular scholars are engaged in the debate that whether the disaster in Pakistan should be called the wrath of Allah *(SWT)*, a trial from Allah *(SWT)* or an event that happened due to the sheer incompetence and dereliction of duty by our governments. The fact of the matter is, that in the case of the God-gifted state of Pakistan, all three aspects are relevant.

No one can deny the fact that our ruling elite has taken little or no practical measures to reduce the impacts of natural calamities, including floods, to as much a degree as humanly possible. Had the recommendations of the Flood Commission Report of 2010 been honestly implemented, the losses during the current foods could have been reduced markedly.

However, the Muslims of Pakistan must also comprehend that Pakistan is not like any other Muslim country, because the sole basis for its creation was Islam. Betrayal of Islam and the Shariat e Muhammadi *(SAAW)* for us is synonymous to negating our raison d'être. It is thus imperative that we learn a lesson from the current trial and warning. We ought to atone for our sins at the individual and collective levels. We must revert to Allah *(SWT)* and His Messenger *(SAAW)*. We must mould Pakistan into a genuine Islamic welfare state so that we could become eligible for the mercy and blessings of Allah *(SWT)* and we could succeed in this world and in the Hereafter.

<u>**Courtesy**</u>: ***The Nida-e-Khilafat Team***

سیرتِ مطہرہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے دلپذیر موضوع پر
بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کے فکر کا نچوڑ

سیرتِ خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام

سیرت طیبہ پر ڈاکٹر صاحب کی زندگی کے آخری خطابات کا مجموعہ

عمدہ طباعت ● دیدہ زیب ٹائٹل ● صفحات: 240
اشاعت خاص، قیمت: 500 روپے

ملنے کا پتہ
مکتبہ خُدّامُ القرآن لاہور
قرآن اکیڈمی، 36 کے، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 03-35869501(042)
www.maktaba.com.pk Whatsapp No. 0301-1115348

شعبہ خط و کتابت کورسز کی تاریخ میں ایک اور سنگِ میل کا اضافہ!!

آن لائن کورس

- کیا آپ جاننا چاہتے ہیں؟ از روئے قرآن ہماری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ نیکی اور تقویٰ اور جہاد اور قتال کی حقیقت کیا ہے؟
- کیا آپ دین کے جامع اور ہمہ گیر تصور سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ قرآن حکیم کی فکری اساس اور بنیادی عملی ہدایات سے روشناس ہونا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ نجی مجالس میں اسلام پر ہونے والی تنقید کا مناسب اور مدلل جواب دینے کی اہلیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

تو

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم ومغفور کے مرتب کردہ
"مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب" پر مبنی
"قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس" سے استفادہ کیجیے
یہ کورس (جو ایک عرصہ سے بذریعہ خط و کتابت کروایا جا رہا ہے) شائقین علوم قرآنی کی دیرینہ خواہش پر

الحمدللہ!
اب یہ کورس آن لائن (ONLINE) بھی شروع ہو چکا ہے

برائے رابطہ: انچارج شعبہ خط و کتابت کورسز، قرآن اکیڈمی، K-36، ماڈل ٹاؤن، لاہور
فون: 3-35869501(92-42) E-mail:distancelearning@tanzeem.org

سیلاب کی تباہ کاریاں اور کرنے کا اصل کام

آزمائشیں کیوں آتی ہیں؟: اچھے اور برے حالات افراد اور قوموں پر وارد ہوتے رہتے ہیں، یہ حالات اور آزمائشیں قوموں کی تباہی یا خیر و بھلائی اور ترقی کی نوید لے کر آتی ہیں۔ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے بحر و بر میں فساد رونما ہو چکا ہے، لوگوں کے اعمال کے سبب تاکہ وہ انہیں مزہ چکھائے ان کے بعض اعمال کا، تاکہ وہ لوٹ آئیں۔ (سورۃ الروم: ۴۱) سابقہ اقوام پر یہ آزمائشیں زلزلہ، پتھروں کی بارش، طوفانی ہوا، طوفانی بارش اور سیلاب کی صورتوں میں آتی رہی ہیں۔

ہمارے قومی جرائم؟: ہم نے قیامِ پاکستان کے وقت اللہ سے وعدہ کیا تھا، اے اللہ، اگر تو ہمیں انگریز اور ہندو کی غلامی سے نجات دلا کر ایک الگ قطعۂ ارضی عطا فرما دے، تو ہم اس میں تیرا دین اسلام نافذ کریں گے۔ ہم نے دنیا کو پاکستان کا مطلب ''لا الہٰ الا اللہ'' بتایا تھا۔ نصرت الٰہی سے ایک آزاد ملک حاصل کرنے کے بعد نہ ہمارے حکمرانوں نے اس وعدہ کو ایفا کرنے کے لیے کوئی قدم اٹھایا نہ ہی عوام نے اپنی دینی ذمہ داریوں کو ادا کیا۔

دین حق کی بجائے ابلیسی تہذیب اور سودی معیشت: محمد عربی ﷺ کے لائے ہوئے دین حق کو قائم و نافذ کرنے کی بجائے انسان کو شرفِ انسانیت سے محروم کرنے والی بے حیا ابلیسی تہذیب اور سودی معیشت کو ہم نے اپنا قومی شعار بنایا، اس طرح اپنے رب سے گویا بغاوت کا اعلان کر دیا۔ ان بڑے بڑے قومی جرائم کے باعث اللہ کی رحمت ہم سے روٹھ گئی۔

موجودہ حالات: پاکستان اس وقت مشکل ترین حالات سے دوچار ہے۔ ایک طرف معاشی دیوالیہ پن عروج پر ہے تو دوسری طرف مہنگائی اپنی انتہائی عروج کی سطح پر ہے۔ تیسری طرف حالیہ ہولناک سیلابی صورتحال ہے جس سے خیبر پختونخوا، بلوچستان اور سندھ میں عوام الناس کی ایک بڑی تعداد بے گھر ہو گئی ہے۔ ایک ہزار سے زائد اموات ہو چکی ہیں۔ لاتعداد مویشی ڈوب گئے ہیں۔ اس پر مستزاد سیاستدان ایک دوسرے سے دست و گریباں ہیں اور انھیں عوام کی کچھ پرواہ نہیں۔

ہم بار بار مختلف آفاتِ سماوی و ارضی یعنی کبھی زلزلوں، کبھی ہولناک سیلاب اور کبھی وبائی امراض کے عذاب میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ اکتوبر 2005 کے زلزلہ اور جولائی 2010ء کے سیلاب کے اوقات میں اہلِ نظر نے قوم سے اجتماعی استغفار کی اپیل کی تھی، لوگوں کی منت سماجت کی تھی کہ اب بھی وقت ہے اب بھی کچھ نہیں بگڑا اجتماعی طور پر توبہ کر لو۔ ہمارا سب سے بڑا جرم ہماری سودی معیشت اور غیر اللہ کی حکمرانی ہے۔ انفرادی و اجتماعی سطح پر سود کا لین دین ہے لیکن بحیثیت قوم ہم سب کچھ جاننے اور بوجھنے کے باوجود توبہ و استغفار سے تغافل برت رہے ہیں۔

ایک مرتبہ پھر اللہ تعالیٰ نے سیلاب کی صورت میں ہمیں متنبہ کیا ہے کہ اب بھی وقت ہے اب بھی اللہ کی جانب رجوع کر لو۔ جیسا کہ سورۃ السجدہ آیت نمبر 21 میں فرمانِ الٰہی کا ترجمہ ہے "اور اس بڑے عذاب سے پہلے بھی ہم انھیں کم تر درجے کے عذاب کا مزہ ضرور چکھائیں گے شاید یہ باز آ جائیں"۔

فوری کرنے کے کام: اس وقت سیلاب کے باعث لاکھوں افراد بے گھر ہو چکے ہیں۔ جنھیں فوری طور پر ہماری مدد و ہمدردی کی ضرورت ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ان کی دل کھول کر مدد کریں کیونکہ مسلمان ایک جسدِ واحد کی طرح ہیں، اگر ایک حصہ کو زخم لگے تو تکلیف پورا جسم محسوس کرتا ہے۔ ہم بھی دامے، درمے، سخنے اپنے پاکستانی بھائیوں کی مدد کریں۔ جو ادارے اور جماعتیں اس ضمن میں کام کر رہی ہیں ان کے ساتھ مالی تعاون کریں۔ تنظیم اسلامی بھی ملک کے تمام ہی حصوں میں اس کارِ خیر میں حصہ لے رہی ہے، اس کے ذریعہ بھی تعاون کیا جا سکتا ہے۔

بچاؤ کا واحد اور یقینی راستہ سچی توبہ: ہمارے بچاؤ کا واحد راستہ اللہ کی جناب میں سچی توبہ اور اپنے اعمال کی اصلاح ہے۔

انفرادی توبہ: انفرادی توبہ سے مراد یہ ہے کہ افراد اپنی ذاتی زندگیوں کو اسلام کے مطابق ڈھالنے کی کوشش اور گناہوں سے نیکیوں کی طرف ہجرت کریں۔ اپنی ذات اور گھروں پر دین نافذ کرنے کا عزم کریں۔ مزید یہ کہ اجتماعی توبہ کے لیے قوم یونس کی طرح کھلے میدان وغیرہ میں نکل کر توبہ کرنا بھی مستحب عمل ہے۔

اجتماعی توبہ: اجتماعی توبہ سے مراد یہ ہے کہ جس طرح ایک فرد کی زندگی کا نقشہ تبدیل ہوا اسی طرح معاشرتی، معاشی اور سیاسی نظام کا نقشہ بھی اسلام کے مطابق تبدیل ہو کر رہ جائے۔ البتہ اجتماعی توبہ کا آغاز انفرادی توبہ سے ہی ہو گا جب انفرادی سطح پر توبہ کرنے والوں کی ایک منظم معتد بہ تعداد جو اپنی ذات اور گھروں پر دین کو نافذ کر چکی ہو اور معاشرے میں دین اسلام کو بطور نظام قبول کرنے کے لیے ایک فضا قائم ہو چکی ہو اور پھر یہ افراد بالفعل نظامِ باطل کو اکھاڑ کر اس کی جگہ اسلام کا عادلانہ نظام نافذ کر دیں گے تو یہ اجتماعی توبہ متصور ہو گی کیونکہ اجتماعیت کے بگاڑ کو اجتماعیت ہی سدھار سکتی ہے۔

حاصل کلام: آیئے! ربِ رحیم کے حضور سر بسجود ہو کر اُس سے اپنے سابقہ گناہوں کی معافی طلب کریں۔ ہم اگر سچی توبہ کریں، یعنی رزقِ حرام، جھوٹ، سود خوری، بے حیائی اور فحاشی گویا کہ ہر اُس کام سے اجتناب کریں جس سے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے اور آئندہ دین اسلام پر پورے طور پر عمل پیرا ہو جائیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے وفاداری کا اظہار کرتے ہوئے دینِ حق کے غلبہ و قیام کے لیے اجتماعی جدوجہد کریں تو اللہ کی رحمت و نصرت دوبارہ شاملِ حال ہو سکتی ہے اور دنیا و آخرت کی کامیابیاں ہمیں حاصل ہو سکتی ہیں۔ اگر ہم نے توبہ و اصلاح کا یہ راستہ اختیار نہیں کیا تو اندیشہ ہے کہ دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت کی ناکامی بھی ہمارا مقدر نہ بن جائے، اعاذنا اللہ من ذالک۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں اس انجام بد سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

تنظیم اسلامی بحمد اللہ غلبہ دین کی جدوجہد کے لیے سرگرم عمل ہے۔ آیئے! ہم اپنا فرض ادا کرنے کے لیے اس جدوجہد میں شریک ہو جائیں۔

بانیٔ تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

تنظیمِ اسلامی

www.tanzeem.org

امیر تنظیم: شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ

Vol. 31 Regd. C.P.L NO. 114 No.35

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore